رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین۔ اکمل

نمبر ۹ | محرم الحرام سنہ ۱۳۴۰ھ | ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء ۶ | جلد ۲۱

فہرست مضامین

شذرات	۳۳۱ — ۳۳۶	اکمل
پھیری والے کی صدا	۳۳۷ — ۳۳۸	اسلم
پروفیسر بانگولی ایتھ کے شبہات کا ازالہ	۳۳۹ — ۳۴۶	اکمل
نورافشاں کی ظلمت افشانی (دو اعتراضوں کا رد)	۳۴۶ — ۳۵۰	خواجہ شمس فاضل سیکھوانی
آریوں کے اعتراض کا جواب (کیا شیطان کی گمراہی کا ذمہ وار خدا ہے)	۳۵۱ — ۳۵۴	جناب عتیق صاحب حیدر آبادی
خداوند کا حلیہ بائیبل میں۔	۳۵۵ — ۳۵۸	منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر
آریہ سماجی معیاروں پر وید پورا نہیں اترتا	۳۵۸ — ۳۶۲	
قرآن و حدیث سے پیشگوئیاں (زمانہ حال کی نسبت)	۳۶۳ / ۳۶۷	مولانا کرم داد دوالمیال
ناصبی دشمنان اہلبیت شیعیان اہلبیت تھے۔	۳۶۸ / ۳۷۱	منشی خادم حسین صاحب بھیروی

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　　　　　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعودؑ کا خطاب اپنی قوم سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی توسیع اشاعت کے لئے فرماتے ہیں: "اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہ واقعی اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا اس لئے مَیں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت و مالی امداد میں جہانتک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں" پھر فرماتے ہیں "اگر اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کا پیدا ہو جاوے تو یہ رسالہ خاطرخواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے"

احمدیہ جماعت کیلئے ان الفاظ سے بڑھکر زیادہ مؤثر کونسے الفاظ ہونگے۔ مگر جائے افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو کئی سال پہلے جبکہ جماعت کی حالت آج سے کہیں زیادہ کمزور تھی۔ دس ہزار خریدار اس رسالہ کیلئے چاہتے تھے مگر دس ہزار تو کیا دو ہزار خریدار بھی ابھی تک جماعت نے نہیں پیدا کئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کی پروا نہیں ہو رہی۔ تو میری اپیل کیا اثر کریگی۔ امیر پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان ایسے ارشادات کی تعمیل کے زیادہ ذمہ وار ہیں۔ ریویو اردو کی قیمت تین روپے طالب علم دو روپے آٹھ آنہ

علاوہ ازیں رسالہ تشحیذ الاذہان اچھا بھلا چلتا ہوا رسالہ محض اس لئے بند کر دیا گیا ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کی طرف جماعت احمدیہ کی پوری پوری توجہ ہو سکے۔ مضامین کی تعریف کے خطوط تو ہر مہینے آجاتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ خریداروں میں کوئی نمایاں زیادتی نہیں ہوتی بلکہ پسماندگی کا یہ عالم ہے کہ اگر وی پی واپس کرنے والوں کے نام سے رسالہ بند کر دیا جائے تو رسالہ کی اشاعت چند سو رہ جائے۔

مَیں احمدیہ جماعت کو پورے زور سے ان کے فرض کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ رسالہ کی توسیع اشاعت میں کوشش کریں اور فی الحال بجائے دس ہزار کے دو ہزار تو اشاعت کر دیں چار آنے ماہوار کوئی بڑی بات نہیں۔　　　والسلام

مینجر ریویو آف ریلیجنز قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شذرات

بائیبل کا ترجمہ پانسو پچاس (۵۵۰) زبانوں میں

برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کی تازہ رپورٹ سے جو "ریویو آف ریویوز" لنڈن میں طبع ہوئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ بائیبل اب تک کل پانسو پچاس زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ نو سالوں میں (۱۹۰۴ء سے ۱۹۱۴ء تک) یہ تعداد ۴۵۰ تک بڑھ گئی اور آخری سالوں میں تمام دنیا کی پریشانیوں اور جنگ کے اثر اور اقتصادی مشکلات کے باوجود ایک سو اور زبانوں کا اضافہ ہو گیا جس سے کل زبانوں کی تعداد ۵۵۰ ہو گئی ؞

یہ تو اس کتاب کا ذکر ہے جس کے لانیوالے نے خود کہا کہ میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ لیکن جس کتاب کے حامل کے بارے میں ارشاد ہوا۔ وما ارسلنٰك الا كافة للناس۔ اور قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا اور نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا اور جس کتاب کی نسبت وارد تنزیل ہے۔ ان ھو الا ذکری للعٰلمین اور لتنذر ام القریٰ ومن حولھا۔ اور اوحی الی ھذا القراٰن لانذرکم بہ ومن بلغ اسکا ترجمہ ۵۵۰ زبانیں تو کیا ۵۰ زبانوں میں بھی نہیں ہوا۔ اپنے فرض کا احساس ہر پرجوش مسلم کی جبین پر عرق آلود کرنا ہے ؞

دنیا میں کالے اور گورے

سپید اقوام کی تعداد سات کروڑ سے ترقی کر کے ۵۵ کروڑ تک جا پہنچی ہے۔ کرہ ارض کا ۹/۱۰ حصہ ان کے دست تصرف میں ہے۔ کالے آدمیوں کی کل تعداد ایک ارب پچاس کروڑ ہے اور یہ سفید لوگوں سے سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ زرد رنگ کے اور گندم گوں انسان ساٹھ سال میں اور سیاہ رنگ کے لوگ چالیس سال میں دگنے ہو جاتے ہیں سفید لوگوں کی شرح پیدائش روز بروز کم ہو رہی ہے ؞

اسلام نے تو کالے گورے کی تمیز نہیں رکھی۔ سبھی خدا کے بندے ہیں اس لئے کالے بڑھ رہے ہیں یا گورے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے کسی مسلم کو دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ البتہ جن کے قبضۂ اقتدار میں دنیا کا ۹/۱۰ حصہ ہے ان کو اپنی ذمہ داری ضرور سمجھنی چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو ان پر احسان کیا ہے۔ اسکے شکرانہ میں تعظیم لامر اللہ و شفقت علیٰ خلق اللہ کو بھولنا نہیں چاہیئے ٭

کتابوں کا حق تصنیف قیصر جرمنی کا راج چھن گیا۔ اس کی صولت و شوکت خاک میں ملا دی گئی اور وہ ایام نظر بندی عسرت و تنگدستی کے ساتھ بسر کر رہا ہے۔ مگر اس حالت میں بھی ایک چیز ہے جس کو وہ اپنی تفریح اور فائدہ کا موجب بنا سکتا ہے۔ قیصر ایک عالم شخص ہے۔ اس نے جلائے وطنی کے تھوڑا ہی زمانہ بعد ایک کتاب جنگ یورپ کے متعلق لکھنی شروع کی تھی جس کا مسودہ اب مکمل ہو گیا ہے۔ اس کی قیمت ایک ایک لاکھ ڈالر (۳۰ لاکھ روپیہ) مقرر کی گئی ہے اور ایک امریکن کمپنی اس کو شائع کریگی۔ ٭

ایک ہندوستان ہے جس میں صرف طبع کتاب کا خرچ نکل آنا ہی غنیمت ہے ٭

مکہ مدینہ ریلوے انگلشمین کو معلوم ہوا ہے کہ مکہ معظمہ کے بعض دولت مند عربوں نے ایک سنڈیکیٹ بنائی ہے تاکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان تعمیر ریلوے کی سکیم پوری کرنے کے لئے روپیہ بہم پہنچایا جائے (مدینہ منورہ) دمشق اور حلب کے درمیان براہ راست ریلوے کا سلسلہ پہلے ہی سے قائم ہے ٭

ہمیں یقین ہے کہ اذا العشار عطلت کی پیشگوئی جو قرآن کریم میں درج ہے اور جس کی تشریح ویترك القلاص فلا یسعٰی علیھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی۔ جیسے اور اکناف عالم میں پوری ہو چکی ہے مکہ مدینہ کی درمیانی راہ میں بھی ضرور پوری ہوگی ٭

چور کا ہاتھ کاٹنے کی سزا آریہ سماج کے واعظ اور مناظر۔ اسلام کے بعض احکام پر اعتراض کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھتے کہ جس حکم پر معترض ہیں خود ان کی کتابوں میں بھی وہی حکم پایا جاتا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیھما جزاءً بما کسبا نکالاً من اللہ (یعنی چور مرد اور چور عورت کے ہاتھ اس کے فعل کی پاداش میں کاٹ دو) وحشیانہ حکم ہے۔ ہم پوچھتے ہیں۔ یہی "وحشیانہ" سزا ستیارتھ پرکاش چھٹا باب صفحہ ۲۲۲ پر کیوں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو:-

"چور جس طریق پر جس جس عضو سے انسانوں میں نامناسب کام کرتا ہے اس عضو کو سب کی عبرت کے لئے راجہ کاٹ دیوے۔" منو (۸-۳۳۴)

مال غنیمت پر قبضہ جیسے عورتیں بھی شامل ہیں ہم سے کہا جاتا ہے کہ اسلام نے کافروں کا مال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان کی عورتیں اپنے پیرووں کے لئے حلال ٹھیرائی ہیں حالانکہ اصل بات صرف یہ ہے کہ مطلق کا فروں کا نہیں بلکہ مذہبی آزادی میں خلل ڈالنے والے اور کمزور و ضعیف و بیکس مسلمانوں پر ظلم و ستم توڑنے والے برسرِ پیکار دشمنوں کا جو مال میدان جنگ میں ملے وہ مسلمان سپاہی اپنے قبضے میں کرلیں اور پھر اللہ و رسول کے احکام کے مطابق تقسیم ہو۔ اسی سلسلہ میں جو مرد اور عورتیں قابو میں آئیں۔ وہ فدیہ (خرچہ و ہرجانہ جنگ) لے کر چھوڑی جائیں۔ یا احسان کے طور پر ان کو رہا کیا جائے چنانچہ فرمایا فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا۔ (سورۂ محمد) اور مال غنیمت جو ہے وہ بھی صرف سپاہی کا حق نہیں بلکہ اس کے لئے ارشاد ہے۔ وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ۔ یعنی مال غنیمت میں پانچواں حصہ تو اللہ رسول کا ہے قرابت داروں کا یتامیٰ اور مساکین اور مسافروں کا۔ باقی جو مرد اور عورت نہ جزیہ دیں نہ قابل احسان ہوں تو ان کے لئے حکم ہے کہ ان کو کھانے کے لئے وہی دیا جائے جو خود کھائیں۔ اور پہننے کے لئے وہی جو خود کمائیں۔ یہ غلام بنالینا یوں نہیں کہ جسے چاہا مول خرید لیا۔ بلکہ جنگ کے متعلق ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ کسی نبی کو یہ اختیار نہیں کہ اسکے ہاں قیدی ہوں یہاں تک کہ زمین میں خونریزی ہولے یعنی لڑائی کے بعد قیدی ہو سکتے ہیں۔ اب اسکے مقابل میں ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۵ ملاحظہ ہو:-

"اس آئین کو کبھی نہ توڑے کہ لڑائی میں جس جس ملازم یا افسر نے جو گاڑی۔ گھوڑا۔ ہاتھی چھتر۔ دولت۔ رسد گائے وغیرہ جانور نیز عورات اور دیگر سب قسم کا مال متاع اور گھی و تیل وغیرہ کے کپّے فتح کیے ہوں وہی اسکو لیوے۔"

اس حوالہ کی موجودگی میں اسلام کے منصفانہ احکام پر اعتراض نہایت قابل افسوس ہے۔

ؔ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؔ یعنی ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں یہ لڑائی تمہاری محض خدا کے جلال کے لئے ہو۔ اور اس میں بھی زیادتی نہ کرو۔ (۲) وَمَا لَکُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا یعنی کمزور عورتوں لڑکوں کی رہائی کے لئے جنگ کرو۔ (۳) وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ۔ لڑو تاکہ فتنہ نہ رہے اور مذہبی آزادی ہو جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جان سے مارو پہلے اور سوچو پیچھے

آریہ سماج کی طرف سے اسلام پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اس میں مرتد یا کافر کو جان سے مار دینے کا حکم ہے حالانکہ ہم بحوالہ آیات قرآنی دکھا چکے کہ صرف ان کافروں سے لڑائی کی اجازت ہے جو پہلے تلوار اٹھائیں یا ضعیف مسلمانوں پر ظلم کر کے مذہبی آزادی میں خلل انداز ہوں۔ ایسا ہی کسی کے قاتل کو سزائے قتل دی جائے وہ بھی بعض حالات میں جب کہ ورثا معاف کر دیں دیت لی جائے۔ برخلاف اسکے ستیارتھ پرکاش میں یہ اندھا دھند حکم موجود ہے:۔

"خواہ گرو ہو خواہ بیٹا وغیرہ اولاد ہوں خواہ باپ وغیرہ بزرگ ہوں خواہ برہمن خواہ شاستر وغیرہ کا سننے والا کیوں نہ ہو جو دھرم کو چھوڑ کر ادھرم میں پھنسا ہوا دوسرے کو بلا جرم مارنے والے ہیں ان کو بغیر تامل کے مار ڈالنا چاہیئے یعنی پہلے مار کر بعد میں سوچ کرنی چاہیئے"

اب خیال فرمایئے پہلے مار کر بعد میں سوچ کا کیا فائدہ۔ اور ایک شخص کو محض اس لئے قتل کر دینا کہ اس نے آپ کا مزعومہ مذہب کیوں اختیار نہیں کیا۔ کونسا انصاف ہے۔

ہندوستان کی مردم شماری اور ہمارا فرض تبلیغ

گذشتہ سال جو مردم شماری ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کی کل آبادی اکتیس کروڑ نواسی لاکھ بیالیس ہزار چار سو اسی ہے۔ جس میں سے سولہ کروڑ اٹھالیس لاکھ پچانوے ہزار پانسو چون مرد ہیں اور پندرہ کروڑ انچاس لاکھ چھیالیس ہزار نوسو چھبیس عورتیں۔ گذشتہ دس سال میں سینتیس لاکھ چھیاسی ہزار پانسو چوراسی کی زیادتی ہوئی ہے مذاہب کے اعتبار سے یوں تقسیم ہے:۔

ہندو اکیس کروڑ سٹھ لاکھ چونتیس ہزار پانسو چھیاسی اور مسلمان چھ کروڑ ستاسی لاکھ پینتیس ہزار دو سو تینتیس اور بدھ ایک کروڑ پندرہ لاکھ اکہتر ہزار دو سو اڑسٹھ۔ مسیحی سینتالیس لاکھ چون ہزار اناسی باقی دوسرے مذاہب۔ ہمارا ذمہ صرف ساڑھے چھ پونے سات کروڑ مسلمانوں کو مسلمان بنانا ہے بلکہ بائیس کروڑ ہندوؤں اڑتالیس لاکھ مسیحوں کو بھی پیغام حق پہنچانا اور کلمہ توحید کی لذت سے آشنا کرنا ہے۔ یہ صرف ہندوستان کے متعلق ہمارا فرض ہے باقی دنیا ابھی پڑی ہے مٹھی بھر جماعت اور یہ پروگرام دنیا کے فرزندوں کے لئے موجب تعجب و حیرت ہو تو ہو۔ ہم آج سے چودہ سو سال پیشتر کھجور کی شاخوں کی ٹپکنے والی چھت کے نیچے ناصیہ فرسایان معبود حقیقی کے حالات پڑھ چکے ہیں ان کے نزدیک بالکل ممکن ہے۔ ہاں ہمت حوصلہ ایثار کی ضرورت ہے۔ فریق مقابل خصوصاً مسیحی تو پانی کی طرح روپیہ بہا رہے ہیں چنانچہ تمباکو فروش کمپنی کے ایک حصہ دار نے ۲ لاکھ پچاس ہزار پونڈ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی رقم تبلیغ عیسائیت کے لیئے وقف کی ہے ہم روپے میں تو ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ البتہ ہمارا ایمان ہمارا جوش ہمارا ایثار۔ ان سے ضرور بڑھا ہوا ہونا چاہیئے۔ اور از روئے دلائل تو خدا کے فضل سے ہمیں غلبہ حاصل ہے ہی۔ لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔

کیا بدھ بھی آسمان پر گیا تھا

ایک جوشیلا بدھ کا پیرو اس بات کا مدعی ہے۔ کہ مسیح کے آسمان پر چڑھ جانے کا قصہ ایک قدیم بدھ مت کے قصے سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کی مثال میں وہ مغلتانہ کا نام پیش کرتا ہے۔ جو بدھ کا معتمد علیہ مرید تھا۔ اور جس کے متعلق یہ مشہور ہے۔ کہ وہ آسمان پر گیا تھا اور فرشتوں کے آگے اس نے بدھ دھرم کا پرچار کیا۔ اس کی تائید میں وہ خود بدھ کی مثال پیش کرتا ہے۔ جس نے آسمان پر جا کر ابی دھرم کے مسئلہ کا پرچار اپنی والدہ کو کیا۔ جس کے متعلق بدھوں کا عقیدہ ہے۔ کہ وہ اسی جگہ پیدا ہوئی تھی۔ اور زمین میں رہنے کی مدت پوری کر کے پھر آسمان ہی کی طرف لوٹ گئی تھی۔

سبحان اللہ۔ کیا طباعی اور کیا ذہانت ہے۔ اگر ہم اس بیسویں صدی میں اس عجیب و غریب سفر کے حالات (جو اولین بدھ مشنری نے زمین سے آسمان تک کیا) جنوبی ہند اور لنکا کے رہنے والوں کو نہ سنائیں گے۔ تو یہ ناانصافی ہوگی۔ کیا کوئی سلیم العقل انسان ان خرافات پر یقین کر سکتا ہے۔

اسلام میں گائے کی قربانی کا کیا مطلب ہے

بدھ اخبار کا ایڈیٹر اسلام سے اس وجہ سے ناراض ہے۔ کہ اسلام گائے کشی کر کے اللہ تعالیٰ کے آگے قربانی پیش کرنے کو جائز ٹھیراتا ہے۔ ہم اپنے ہمعصر کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ بات نہیں۔ اوّل تو گائے کی قربانی فرض نہیں ٹھیرائی گئی۔ صرف اس کی اجازت دی گئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ قربانی اللہ کے آگے پیش نہیں کیجاتی جس طرح ایڈیٹر صاحب سمجھتے ہیں۔ اللہ کوئی دیوتا نہیں۔ کہ خون کی بھینٹ لے کر راضی ہو۔ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا۔ ولکن ینالہ التقوی منکم۔ بیشک ہم قربانی خدا کے حکم کے موافق کرتے ہیں۔ لیکن اپنی خاطر سے۔ یہ قربانی در اصل اس یوم عظیم کی یادگار ہے۔ جس دن انسان کی فضیلت حیوانات پر مسلم ہوئی۔ اور نوع انسان کی قربانی ایک جرم سمجھی گئی۔ اس روز سے انسان اس بات کو سمجھنے لگا۔ کہ تمام کائنات کی چیزیں میرے فائدے اور آرام کی خاطر بنائی گئی ہیں۔ اور میں سب پر حکمرانی کرنے کے لیئے پیدا ہوا ہوں۔ اور یہی حق ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ وہ نیچر (کائنات) کی دوسری مخلوقات سے جس طرح چاہے فائدہ اٹھائے۔ یوم النحر انسان کے ان حقوق کے استحکام کی یادگار ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۱ عالمِ آخرت کے متعلق اسلام کی تعلیم اعلیٰ ہے

ریورنڈ رنگریکا دھرم پال صاحب لکھتے ہیں۔ کہ سب سے اوّل حضرت بُدھ نے عالمِ آخرت کے متعلق تعلیم دی ہے۔ ہم یہاں اس بات پر بحث نہیں کرتے۔ کہ یہ قول کہاں تک درست ہے۔ کیونکہ اس طرح اصل مضمون سے دُور نکل جائیں گے۔ اس لئے ہم اس کی ذمہ داری پر اس تقریر کو قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن اتنی بات ضرور کہیں گے کہ یہ صرف نیم صداقت ہے۔ حضرت بُدھ فرماتے ہیں۔ کہ جو صراطِ مستقیم سے بھٹکتے ہیں۔ وہ دُکھوں کا جنم پائینگے۔ کوئی شخص اس قول کو سنکر ہنسی میں کہہ سکتا ہے۔ کہ اس بات کا کہنے والا ایک کمزور آدمی ہے۔ جس نے دھمکی کے طور پر یہ بات کہی ہے۔ اسلام یہ کہتا ہے۔ کہ فاسقوں کو جو دُکھ پہنچتا ہے۔ وہ اسی دنیا سے شروع ہو جاتا ہے۔ گویا ان کے اعمال سگِ دیوانہ کی طرح یہیں سے ان کو کاٹنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور کبھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ یہاں تک کہ آخر کار وہ اسی زندگی میں ہی اس کے لئے ناقابلِ برداشت ہو جاتے ہیں۔ پس غور کرنے کی بات ہے آیا دور زندگی کی بہترین تفسیر اسلام کرتا ہے یا بُدھ مذہب۔

۱۲ دہریوں کا دل کبھی مطمئن نہیں ہوتا

ٹروتھ سیکر اخبار کو اس امر سے انکار ہے۔ کہ بہت سے دہریوں کو موت کے وقت سخت پریشانی اور اضطراب لاحقِ حال ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اسکی کوئی تصدیق موجود نہیں۔ ممکن ہے۔ کہ بعض ایسے دہریے گذرے ہوں۔ جنہوں نے بوقتِ موت کوئی گھبراہٹ ظاہر نہ کی ہو۔ لیکن ہم نے بچشم خود دو دہریوں کو دیکھا ہے ایک تو اسی موضع کا رہنے والا تھا۔ وہ جب مرنے لگا تو یہ پکارتا تھا۔ ہائے میںوں۔ ہائے میںوں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل اس وقت پاس تھے۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ یہ کیا؟ اس نے جواب دیا کہ تم کو یقین ہے۔ خدا ہے۔ اور جنت دوزخ بھی ہے۔ بالفرض اگر یہ چیزیں نہ بھی ہوئیں۔ تو آپ سزا سے بچ جائینگے۔ لیکن میں خدا کو نہیں مانتا۔ پس اگر خدا نخواستہ کوئی خدا ہوا۔ تو پھر میرا کیا حال ہوگا؟ ۔ دوسرے صاحب لاہور کے ایک صاحبِ ثروت اور صاحبِ علم اور عالی خاندان کے ممبر ہیں۔ وہ یہاں ایک دفعہ حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں آئے تھے۔ باوجودیکہ انہوں نے دنیا کی بہت سی ترقیات اور کامیابیاں حاصل کر لی ہیں۔ لیکن تاہم ان کے دل میں شکوک اور وساوس کا کانٹا کھٹکتا ہے۔ اور ان کے جسم کو کھا رہا ہے۔ اس قسم کی بے چینی خدا کے ماننے والوں میں کبھی نہیں دیکھی جاتی ✦

۱۳ اسراف

بقول پاؤنیر ریاستہائے متحدہ امریکہ میں آجکل بیس لاکھ عورتیں اس قماش کی موجود ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوکہ نہایت بے پرواہی مگر بڑے بڑے شوق اسراف کے ساتھ پچاس لاکھ ڈالر یعنی گویا ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپیہ روزانہ کو کین پر صرف کرتی ہیں ؀

پھیری والے کی صدا

اے سونے والو جاگو بھی
یہ گہری نیند تیاگو بھی
حق حق میں اُٹھ کر لاگو بھی
دیکھو تو نور ہوا آ بابا

کیا جی میں تیرے آئی ہے
سائیں کی یاد بھلائی ہے
دنیا سے پریت لگائی ہے
کس دھوکہ میں ہے پڑا بابا

یہ جگ تو ایک سرائے ہے
گھر تیرا آگے آئے ہے
کیوں نیند میں وقت گنوائے ہے
اُٹھ بستر باندھ اپنا بابا

اقرار جو کرکے آیا ہے۔
دنیا میں آن بھلایا ہے
من مایا میں اٹکایا ہے
یہ سودا گھاٹے کا بابا۔

ہم مولیٰ نام کے مستانے
کچھ آئے تم کو بتلانے
اک امر حقیقی سمجھانے
لے سُن لے کان لگا بابا

اس دیس میں یوں پھرتے پھرتے
اک نگری میں ہم جا نکلے
واں دیکھے قدرت کے جلوے
جنگل میں منگل تھا بابا

اک گنگا واں پر لہرائے
اشنان جو اس میں کر آئے
سب پاپ کی میل اُتر جائے
جل امرت ہے اس کا بابا

یہ دیکھتے ہی ہم جا بیٹھے
اور دھونی واں پہ رما بیٹھے
پھر اپنا آپ بھلا بیٹھے
اک پریم کا پی پیالہ بابا

وہ وہ کیا سندر بستی ہے
کچھ ایسی شان برستی ہے
گھر گھر توحید پرستی ہے
خود اُترا آن خدا بابا

اک ہادی اس میں آیا ہے
وہ نور خدائی لایا ہے
عالم جس نے چمکایا ہے
تو نیتر کھول ذرا بابا

تو خوبی اس کی کیا جانے
لوگ اس پر ہو کر دیوانے
ہیں گھیرتے بن بن پروانے
اور کرتے جان فدا بابا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوں پیارا بیٹھے پیاروں میں
اک خاص ادا سے یاروں میں
جوں چاند اک چمکے تاروں میں
اور ہو وہ چودس کا بابا

کس منہ سے ہم ذکر اُس کا سُنائیں
جو دیکھا ہے وہ کیسے دکھائیں
ہے دل میں جو کچھ کیسے بتائیں
دل بھر بھر ہے آتا بابا

جب بات زباں پر وہ لاتا
اک دریا موج میں آجاتا
عرفاں کے موتی پھیلاتا
خوش قسمت لے جاتا بابا

ہم اس کی شان کہیں کیا ہے
وہ مہدیؑ ہے وہ عیسیٰؑ ہے
وہ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ ہے
آئینہ نبیوں کا بابا

شرک اسکے دم سے دور ہوا
اور کفر بھی سب کافور ہوا
اِسلام کا نور ظہور ہوا
شیطاں کا سر کچلا بابا

ہے عادت مولیٰ کی یارو
جب دنیا میں گمراہی ہو
وہ چُنتا ہے اِک بندے کو
جو نیکی پھیلاتا بابا

جا اس کی جلد زیارت کر
اور سچے دل سے بیعت کر
پھر آکر دین کی خدمت کر
ورنہ پچھتائے گا بابا

مت سُن مُلاں کی باتوں کو
کیا جانے ان کے ہاتوں کو
ہم سمجھیں ایسی گھاتوں کو
ہیں یہ تو ایک بلا بابا

جو جو تو اللہ والے ہیں
اس صورت پر متوالے ہیں
اس نام پہ بِکنے والے ہیں
جا تُو بھی بن چیلا بابا

وہ جس بستی میں رہتے ہیں
لوگ اسکو قادیں کہتے ہیں
واں نُور کے دریا بہتے ہیں
تُو جاکر درشن پا بابا

بس اسلم کی اتنی تھی صدا
لو چلتے ہیں اب کرکے دعا
ہو سب کو عشق اس ہادی کا
کُل عالم کا ہو بھلا بابا

مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی مع ترمیم و اضافہ تیسری بار چھپی ہے
سات آنے کے ٹکٹ بھیج کر جلد منگوالیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر مارگولی اینتھ کے شبہات کا ازالہ

یورپ کے بعض مصنفین آئے دن اسلام پر مختلف کتابیں شائع کرتے رہتے ہیں بظاہر وہ اپنے آپ کو ایک بے تعصب محقق کے رنگ میں ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر بباطن اسقدر اعتراضات کرجاتے ہیں۔ کہ پڑھنے والے کا دل اسلام سے پھر جائے یا کم از کم اسکی محبت اور اس کی سرگرمی میں جو وہ دین کے بارے میں رکھتا ہے۔ فرق آجائے۔ یہ اعتراضات ایسے طریق پر پیش کیئے جاتے ہیں کہ بعض اوقات کتاب پڑھنے والا محسوس بھی نہیں کرتا۔ اور کتاب پڑھ کر جب وہ اپنے ہاتھ سے رکھتا ہے تو ساتھ ہی اسلام کے متعلق اپنے آپ کو نہایت متنفر پاتا ہے ؛

پروفیسر مارگولی اینتھ نے ایک کتاب ڈیولپمنٹ آف محمڈن ازم لکھی ہے۔ اس میں آپ نے جو گل فشانیاں فرمائی ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔ پہلے تو آپ فرماتے ہیں۔ کہ :-

(ا) حدیث میں آیا ہے۔ کہ قرآن مجید کافروں کے ملک میں نہ لے جایا جائے۔

(ب) لا یمسہ الا المطہرون میں حکم ہے کہ مشرک اور کافر کو قرآن مجید چھونے تک نہ دیا جائے۔

(ج) یہودیوں اور عیسائیوں کو عربی کی گرامر تک پڑھانے سے بعض مقدسین نے انکار کر دیا ہے۔

اعتراض اوّل کے جواب میں عرض ہے۔ کہ الفاظ حدیث یہ ہیں نہینا ان نسافر بالقرآن الی الارض العدو۔ اس میں کافر کا لفظ نہیں بلکہ عدو ہے۔ چونکہ ابتداءً اسلام میں قرآن مجید کی نقلیں کافی موجود نہ تھیں اس لئے یہ احتیاط ضروری تھی۔ کہ ان اوراق کو دشمن کی سرزمین میں نہ لے جایا جائے تاکہ وہ اسے تلف نہ کر دیں۔ باقی تبلیغ و اشاعت اسلام سے نہیں روکا گیا۔ بلکہ اس کا تو یہاں تک اہتمام تھا کہ میدان جنگ میں بھی ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِنْ احدٌ من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہٗ۔ کوئی مشرک پناہ مانگے تو اسکو پناہ دیدو یہانتک کہ کلام اللہ (قرآن مجید) سن لے پھر اسے امن کی جگہ میں پہنچا دو۔ اس آیت نے یہ بھی بتا دیا کہ جہاد سیفی میں صرف دفاع مطلوب تھا۔ اگر ذرا بھی کوئی طالب پناہ ہوا تو اسے امن کی جگہ میں پہنچانے کا حکم تھا۔ یہ تو کفار اور جانی دشمنوں سے اہل اسلام کا سلوک تھا ایسے جان گزا حالات میں بھی فرض تبلیغ کو فراموش نہیں کیا۔ اور باینہمہ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن مجید سے دشمنوں کو بیخبر رکھا جاتا تھا۔ آیت میں تو حتی یسمع کلام اللہ کی وجہ بھی بتا دی ہے کہ ذٰلک بانھم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قوم لا یعلمون (یہ بے خبر لوگ ہیں ان کو آگاہ کیا جائے) ہاں اس حدیث کو نوٹ کر لیجیے کہ اس میں ثبوت ہے اس بات کا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا ہوا موجود تھا۔ آپ نے جمع قرآن اور محفوظیت کے بارے میں بھی بہت اعتراضات کیئے ہیں۔

اعتراض دوم کا جواب۔ لا یمسه الا المطهرون میں کتاب اللہ کی معمولی تقدیس کے متعلق ہدایت ہے۔ کہ اسے پاک صاف آدمی ہاتھ لگائے اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر اعتراض کیا جائے اور نہ اس میں مسلم وکافر کا ایسا امتیاز ہے۔ ایک جنبی مسلمان حائضہ عورت بھی قرآن مجید کو ہاتھ لگانے کی مجاز نہیں۔

(ب) دوم یمسه کے معنی ہیں حقیقت کو پانا سو اس میں بتایا کہ پاکیزہ دل والے ہی قرآن مجید کی حقیقت کو پا سکتے ہیں جس کا دل قسم قسم کے معاصی سے سیاہ ہو چکا ہے وہ خدا کے کلام کو کیا سمجھیگا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کہ مردار خور لوگ جو ہندوستان میں زیادہ تر چوہڑے چمار ہیں اور جو سخت گندے رہتے ہیں وہ الٰہیات کے باریک مسائل کو نہیں سمجھ سکتے۔

پس جیسے دیگر علوم کی کتابوں کا حال ہے کہ جب تک ان کے مناسب حال تیاری نہ کی جائے سمجھی نہیں جا سکتیں اور نہ ان سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے ایسے ہی خدا کا کلام قرآن مجید سمجھنے کے لئے بھی پاک جسم پاک دل۔ پاکیزہ نیت کی ضرورت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اس سے کلمہ گو مستثنیٰ نہیں ہیں۔

(ج) سوم اس میں پیشگوئی ہے کہ قرآن مجید پر عمل کرنے والی قوم مطہر ہو جائیگی اور اس کے پیرو ہی مطھرون ہونگے انہی کے قبضے میں قرآن مجید رہیگا وہی اسے چھوئیں گے۔ چنانچہ دیکھ لو مشرکوں میں سے جو لوگ قرآن مجید پر ایمان لائے۔ وہ ہر اعتبار سے دوسروں کی نسبت مطہر ہو گئے اس کا اثر یہاں تک ہے کہ زمانہ حال میں بھی جو قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں ان کی نیکی اور پاکیزگی کا متعصب سے متعصب اقوام کو قائل ہونا پڑتا ہے چنانچہ حال ہی میں امریکن پارلیمنٹ کے ایک ممبر مسٹر ہملٹن لوئی نے بجواب سوال کہا ترک مہمان نواز اور خوش سلوک ہیں میں نے کوئی قوم ایسی نہیں دیکھی جس کا مہمانوں کے ساتھ ایسا اچھا سلوک ہو۔ اور وہ امر جو دیگر خلق عالم میں قریباً معدوم ہو چکا ہے وہ فراخ دلی اور درگذر ہے جو ترکوں کے دلوں میں مضبوط گڑا ہوا ہے میں نے مسلمانوں کو تمام لوگوں سے بڑھ کر متمسک بالدین پایا۔ × × × میں عدل وصداقت سے گواہی دیتا ہوں کہ میں نے کوئی شہر ایسا نہیں دیکھا جو قانون کا اسقدر احترام کرتا ہو جیسا کہ قسطنطنیہ (وکیل ۲۶ جولائی ۱۹۲۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(د) چہارم اس میں اسلام کی شوکت اور اہل اسلام کی عظمت کا ذکر ہے چنانچہ پہلے انہ لقرآن کریم فرمایا۔ کہ یہ قرآن ہے عزت و بزرگی والا۔ جو اس پر عمل کریگا وہ بڑا بن جائیگا۔ پھر بتایا کہ اسلام کو تا یوم القیامت وہ غلبہ حاصل ہوگا کہ یہ قرآن مجید اسی مطہر قوم کے ہاتھوں میں رہیگا ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ دوسرے اس پر غلبہ پاکر اسکی قطع و برید کریں اور اسکے مطالب کو بگاڑ دیں یا اسکی بتلائی ہوئی صداقتوں پر انگلی رکھ سکیں۔

تیسرا اعتراض کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو قرآن مجید پڑھایا نہیں جاتا حتّٰی کہ گرامر نہیں بتائی جاتی ان ہذا الا بہتان عظیم۔ مسلمانوں نے کسی زمانے میں بھی قرآن مجید پڑھانے سے انکار نہیں کیا۔ وہ تو دل سے چاہتے ہیں کہ ہمارے دین سے کوئی واقف و آگاہ ہو۔ البتہ رومن کیتھلک پادریوں میں ایسی باتیں ہیں ایسے ہی ویدوں کے متعلق ہندوؤں کا یہ طریق ہے۔ خدا کے فضل سے ہمارے مبلغین یورپ اور امریکہ میں موجود ہیں اور پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ آؤ ہم سے قرآن پڑھو اور سیکھو۔

دوسرا حملہ پروفیسر صاحب نے یہ کیا ہے کہ قرآن مجید کی آیات حالات کے ساتھ ساتھ تصنیف ہوئی ہیں اس کی مثال یہ دی ہے۔ کہ پہلے تو فرمایا۔ ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مأتین۔ و ان یکن منکم مأۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا۔ اگر تم میں سے بیس جم کر لڑنے والے ہونگے تو دو سو (۲۰۰) پر غالب رہینگے اور اگر سو ہوئے تو ہزار کفار پر بھاری ہونگے لیکن جب دیکھا کہ یہ بات پوری نہیں ہوتی تو فرما دیا الآن خفف اللہ عنکم و علم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مأۃ صابرۃ یغلبوا مأتین۔ و ان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ۔ موجودہ حالات میں اللہ نے تم سے تخفیف کر دی اور مانا کہ تم میں کمزوری ہے اس لئے اگر سو تم میں سے صابر ہیں تو دو سو پر ہزار (۱۰۰۰) ہیں تو دو ہزار (۲۰۰۰) پر غالب آئینگے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ پروفیسر صاحب نے کیونکر اس سے جانا کہ پہلے ایک آیت کو آزما لیا اور پھر دوسری اتار لی گئی۔ یہ تو دو مختلف صورت حالات کا ذکر ہے اور دونو باتیں ہی اپنے اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ موجودہ حالات میں کہ اپنے سے دُگنے کافروں پر لڑائی میں غالب آؤ گے چنانچہ بدر میں ۳۱۳ مسلمان ایک ہزار کفار پر غالب آئے۔ یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں کی تعداد بہت ہی کم تھی ان میں بچے بھی تھے بیمار بھی۔ فوجی کرتبوں سے ناواقف اس حالت کا اللہ کو علم تھا اس لئے فرمایا ہمیں معلوم ہے تم میں ابھی کمزوریاں ہیں اس لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الآن یعنی موجودہ حالت میں اپنے سے دُگنے کفار پر غالب آؤ گے۔ لیکن جب اسلام لانیوالوں کی تعداد بڑھے گی اور تم میں یہ ضعف نہ رہیگا تو پھر اپنے سے دس گنوں پر۔ چنانچہ احزاب میں ایک ہزار مسلمانوں کے مقابل میں دس ہزار لشکر کفار تھا۔ اور پھر خالد نے ساٹھ ساٹھ سپاہیوں کے ساتھ چھ چھ ہزار سپاہیوں کو شکست دی۔ پیشگوئی کا خلاصہ تو یہی ہے کہ مسلمان اپنے سے کئی گنے کفار پر لڑائی میں غالب رہینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس میں نہ تو کوئی حالات کی بناء پر آیات کی تصنیف ہے نہ تنسیخ۔

تیسرا حملہ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ سورۃ الحج میں تو آیا ہے وَاُحِلَّتْ لَکُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ۔ یعنی چارپائے تمہارے لئے حلال ہیں سوائے ان کے جو بتائے جائینگے اور پھر سورہ نحل میں فرمایا انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اُھِلَّ لغیر اللہ بہ۔ یعنی سوائے مردار اور دم اور خنزیر کے گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ اور کچھ حرام نہیں۔ نیز سورہ انعام میں ہے قل لا اجد فی ما اوحی الیّ محرما علی طاعم یطعمہ اِلّا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رِجسٌ اَوْ فِسقاً اُھِلَّ لغیر اللہ بہ۔ باوجود اسکے سورۂ مائدہ میں چھ جانور اور حرام کردیئے ہیں گویا ایک بات پر قرار نہیں۔

جواب مجھے افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب اس نیت سے لکھنے بیٹھے ہیں کہ کچھ نہ کچھ اعتراض کرنا ہے ورنہ قرآن مجید کی ان آیات میں قطعاً کچھ اختلاف نہیں۔ بلکہ ایک آیت دوسری کی تشریح کرتی ہے اصل تو یہی ہے مردار۔ ^۱^خون۔ ^۲^لحم خنزیر۔ ^۳^وہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا۔ ^۴^اور اس آخری آیت میں وَالْمُنْخَنِقَۃُ ^۱^۔ وَالْمَوْقُوْذَۃُ ^۲^وَالْمُتَرَدِّیَۃُ ^۳^وَالنَّطِیْحَۃُ ^۴^وَمَآ اَکَلَ السَّبُعُ ^۵^یہ پانچ چیزیں جو ہیں یہ لفظ المیتۃ کی تفسیر ہیں۔ کیونکہ بعض وجوہات سے بعض لوگوں کو ان کے متعلق غلط فہمی ہوسکتی تھی اسلئے بتلا دیا۔ کہ گلا گھٹا ^۱^ہوا۔ چوٹ ^۲^سے مرا ہوا۔ گرنے کے صدمہ ^۳^سے مرا ہوا۔ سینگ ^۴^مارا اور جسے درندے ^۵^نے کھا لیا ہو۔ یہی المیتۃ میں داخل ہیں۔ اور یہ جو فرمایا مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ یعنی بتوں پر ذبح کیا گیا اور پانسے کے تیروں سے حصہ تقسیم کردہ یہ ما اُھِلَّ لغیر اللہ بہ کی تفسیر ہے۔ پس کوئی نئی چیز نہیں بڑھائی گئی بلکہ المیتۃ اور ما اھل لغیر اللہ بہ کی تشریح کردی ہے ایسا ہی الدم کی بجائے دماً مسفوحاً فرما کر بتا دیا کہ کلیجی وغیرہ حرام نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوتھا حملہ۔ پروفیسر صاحب اپنا علم و عقل یوں ظاہر کرتے ہیں۔ کہ سورۂ نحل میں تو فرمایا ولا تتخذوا ایمانکم دخلاً بینکم فتزل قدمٌ بعد ثبوتھا (یعنی قسموں کو اپنے درمیان مکر کا ذریعہ نہ بناؤ) اور سورۂ مائدہ میں لایؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مسٰکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلٰثۃ ایام ذٰلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم واحفظوا ایمانکم سے قسموں کے توڑنے کی راہ کیونکر کھولی گئی۔ بلکہ قسم کے توڑنے کا کفارہ بتا کر قسموں کے معاملہ کو اور بھی اہم کر دیا۔ عہد شکنی کی سزا آخرت میں تو ملنے والی ہے دنیا میں بھی اسکی ایک سزا رکھ دی تاکہ کوئی شخص اپنی قسم توڑنے کی جرأت آسانی سے نہ کر سکے۔ اخلاقی معاملات میں بقول پروفیسر یہ تساہل کی تعلیم نہیں بلکہ سزا رکھ کر ضابطہ قوی بنایا ہے۔ اور پھر چونکہ شریعت اسلامیہ نہایت پرحکمت اور انسان کی تمام حالتوں کے متعلق ہے اسلئے ان لوگوں کے لئے اس میں ایک مخلصی کی راہ بھی ہے جو کسی غلط فہمی یا فوری جوش میں کسی کام کے متعلق قسم کھا بیٹھیں اور پھر وہ اس سے نیک نیتی کے ساتھ بری ہونا چاہیں۔ اسلام کا یہ منشاء ہرگز نہیں۔ کہ قسم کھالو۔ اور پھر بغیر مجبوری قسم توڑلو۔ اس میں کچھ حرج نہیں۔ چنانچہ جہاں کفارہ بتایا ہاں ساتھ ہی واحفظوا ایمانکم فرما کر بتا دیا کہ قسموں کی پابندی ہر حالت میں بہتر اور ضروری ہے۔

پانچواں حملہ۔ پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ اسلام میں نظام حکومت کے متعلق کوئی قانون نہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ بادشاہ کس طرح بنایا جائے اور اس کے کیا کیا اختیار رہیں اور وہ حکومت کس طرح کرے؟

جواب۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد فی الفور قیام خلافت اور پھر کئی صدیوں کی مسلسل حکومت کے بعد بھی پروفیسر صاحب پر تا حال یہ نہیں کھلا کہ اسلام میں نظام حکومت کیا ہے۔ اور بادشاہ کا انتخاب کیونکر ہوتا ہے اور اسکے اختیارات کیا ہیں اور آئین حکومت کیا۔ تؤتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء اور وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم میں بتایا کہ بادشاہی اور خلافت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اسلئے باہمی تباغض و تحاسد سے کام نہ لیا جائے۔ اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت میں بتا دیا کہ بادشاہ اسلامی کامل الایمان اور صالح الاعمال ہونا چاہیئے۔ یہ تو اندرونی بات ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی کسی مصلحت کے ماتحت کسی غیر مسلم کو غلبہ حاصل ہو جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مسلمان اس کے ماتحت ہوں تو یہ بات بھی خدا کی طرف سے سمجھی جائے۔ اسی آیت میں یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئًا اور و لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم لاکر اسلامی بادشاہوں کے فرائض سے انہیں آگاہ کر دیا۔ کہ وہ تمکین دین اسلام اور خوف کو امن سے بدلنے کا کام کریں۔ ان اللہ اصطفہ علیکم وزادہٗ بسطۃ فی العلم والجسم میں یہ بتایا کہ بادشاہ کو علم سیاست اور زمانہ کے مناسب حال ساز و سامان حکومت حاصل ہونا چاہیئے۔ انّ اللہ یامرکم اَن تؤدّوا الامانات الیٰ اھلھا میں متنبہ کیا کہ انتخاب بادشاہ اہل حل وعقد کو نہایت ایمانداری اور احتیاط سے چاہیئے۔ اور ساتھ ہی طریق حکومت کے متعلق حاکم کو فرمایا۔ واذا حکمتم بین النّاس ان تحکموا بالعدل۔ اور راعی رعایا دونو کو قانون کی اطلاع ان الفاظ میں دی۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ فان تنازعتم فی شیٔ فردّوہ الی اللہ والرسول۔ حاکم کلام اللہ اور سُنّت رسول کے رو سے فیصلہ کرے۔ اور وشاورھم فی الامر کے مطابق مشورے سے تمام کام سرانجام دے اور محکوم اپنے اولی الامر کی اطاعت کرے۔ مَیں نے چند باتیں سرسری طور پر لکھ دیں ورنہ قرآن مجید میں نظام حکومت کے متعلق مکمل ہدایات موجود ہیں اور احادیث صحیحہ میں اسکی تفصیل ہے۔

یہ ہے پروفیسر صاحب کے پانچ ناکام حملوں کی حقیقت اسکے علاوہ اور بھی بہت سے اعتراضات کیئے ہیں یا کم از کم شبہات ڈالے ہیں۔ مثلاً یہ کہ قرآن مجید میں سوائے پیشگوئیوں کے کسی معجزہ کا ذکر نہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کا لفظ لفظ معجزہ ہے پھر وہ انقلاب جو عرب کی تمدنی اخلاقی حالت میں رونما ہوا اسکی نظیر گذشتہ نبیوں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ پھر لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضؓ کی اخلاقی حالت میں کچھ قابل تعریف بات نہ تھی۔ حسد۔ نفرت۔ دشمنی دنیا پرستی رسول کے گھر تک پائی جاتی تھی چنانچہ وفات کے بعد سب سے پہلی کوشش یہی کی گئی۔ کہ کسی طرح تخت پر قبضہ ہو۔ اور پھر باہم کشت وخون شروع ہو گیا۔ یہ بھی بالکل جھوٹ ہے تخت پر قبضہ نہیں کیا۔ اتحاد اور وحدت پر کسی جماعت کی زندگی کا دارومدار ہے اس لئے کسی دنیاوی غرض سے نہیں بلکہ اسی مقصد وحید کی خاطر یہ سب کوشش ہوئی۔ اسکے بعد جس طرح پر خلافت ابوبکرؓ وعمرؓ گذری وہ صحابہؓ کے باہم اتحاد محبت۔ اخوت پر گواہ ہے۔ پروفیسر صاحب تو لکھتے ہیں صحابہؓ کے اخلاق میں کوئی نمایاں تغیر نہ تھا مگر مَیں کہتا ہوں اخلاق فاضلہ کا کوئی شائبہ نہیں جس کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ صحابہ کرامؓ میں موجود نہیں۔ اس موضوع پر میرا پروفیسر صاحب کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیلنج ہے اور انشاءاللہ کسی دوسرے موقعہ پر ایک مستقل مضمون لکھا جاویگا۔ افسوس تو یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کی جس خوبی کا ذکار کسی طرح بھی نہیں ہو سکا مثلاً۔ دلیری۔ شجاعت۔ انتظام کے اندر رہنا۔ شراب سے اجتناب اسے صرف ملٹری ڈسپلن کہ کر ٹال دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ رسول کریمؐ مخالفین کا قتل عام کرتے تھے اسلیئے اُمّت میں یہ روح پیدا ہو گئی۔ اُمّت۔ تو حضور کی اب بھی موجود ہے وہ کہاں گشت و خون کر رہی ہے گذشتہ جنگ عظیم جس میں کئی لاکھ جانیں ضائع ہوئیں وہ بھی عیسائیوں کے درمیان تھی۔ اور اس سے پہلے کی تاریخ اگر پڑھی جائے۔ تو اس میں بھی عیسائیوں کا ہاتھ ہی زیادہ کام کرتا نظر آئیگا۔ رسول کریمؐ نے کہیں قتل عام کی اجازت نہیں دی اس مقدس وجود نے صرف دین کے بارے میں لڑنے والوں سے لڑنے کی اجازت دی اور اس میں بھی ولا تعتدوا کی شرط لگائی۔ جس کی جنگ میں بہت مشکل ہے اور خود تو عمر بھر میں کوئی بھی قتل نہیں کیا باوجودیکہ آپ جنگ میں سب سے آگے ہوتے تھے۔ اور سخت خطرے کے موقعہ پر انا النبی ولا کذب باآواز بلند پکارتے تھے۔

پروفیسر صاحب کو یہ بھی شکوہ ہے کہ ایک طرف تو ارشاد ہوتا ہے بدی کے مقابلہ میں نیکی کرو۔ لیکن دوسری طرف حکم ہوتا ہے کافروں کو جہاں پاؤ قتل کردو۔ اور تم بھی انہیں وہاں سے نکال دو جہاں سے وہ تمہیں نکالیں۔ پروفیسر صاحب کو واضح ہو۔ کہ یہ قرآن مجید کی تعلیم کل ازمنہ و حالات پیش آمدہ کے مطابق ہے بدی کے مقابلہ نیکی کا بھی ایک وقت ہے لیکن جب اسطرح اصلاح نہ ہو اور جنگ کی ٹھہر جائے تو جنگ کرنیوالوں کے لئے دوسرا حکم ہے یسوع مسیح کی تعلیم کی مانند نہیں کہ جسپر آج ان کی پیروی کا دم بھرنے والے بھی عملی رنگ میں قہقہہ لگا رہے ہیں۔ اور حد سے بڑھ کر بدی کرنے والے کو بدی سے بقوتِ بازو روکنا دراصل یہ بھی ایک نیکی ہی ہے۔

پروفیسر صاحب نے یہ بھی الزام لگایا ہے کہ سلطنت کے تخت پر بیٹھتے ہی آپ کے سب سے مقرب نے آپکی بیٹی کی جائداد چھین لی محض اسلئے کہ دختر رسول نے اسکی اپنی بیٹی (عائشہ) کا ایک دفعہ مقابلہ کیا تھا۔ یہ کس قدر سیاہ جھوٹ اور حد سے بڑھا ہوا افتراء ہے۔ جس جائداد کے متعلق دعویٰ تھا وہ تو مال فَے تھا اور اس کا حکم صریحاً قرآن میں موجود ہے ما افاء اللّٰہ علیٰ رسولہ من اھل القریٰ فللّٰہ وللرسول ولذی القربیٰ و الیتمٰی والمسٰکین وابن السبیل کے لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم۔ اسی پر اور حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث پر حضرت نبی کریم صلعم کے خلیفۂ اول نے عمل کیا۔ یہ جائداد آپ اپنے قبضہ میں ہرگز نہیں لائے بلکہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسکی پیداوار حضور کے اقرباء مساکین یتامیٰ وغیرہ میں تقسیم ہوتی رہی۔

مَیں امید کرتا ہوں کہ پروفیسر صاحب اس قسم کے بہتانات سے اپنے حد سے بڑھے ہوئے تعصّب پر نہ کھلنے والی مہر نہیں لگائینگے۔

نور افشاں کی ظلمت افشانی

نور افشاں مطبوعہ ۱۔مارچ ۱۹۲۳ء میں ایک مضمون بعنوان "خداوند یسوع مسیح اور خدا باپ" شائع ہوا ہے جس میں نامہ نگار نے مندرجہ ذیل دو اعتراض کیئے ہیں۔

اعتراض اوّل } چونکہ مرزائی احمدی صاحبان کے مسلمات ہے اللہ منّان کو مذکر مانا ہے۔ جن کی مؤنث لات و منات وعزیٰ ہے۔ جن کی تعریف تلک الغرانیق العلیٰ۔ وان شفاعتھن لترتجیٰ میں نازل ہوئی تھی۔ پر یاد رہے۔ کہ یہ آیت جامعین قرآن نے متن قرآن سے خارج کر رکھی ہے؟

جواب } محققین اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں۔ کہ یہ کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر بالکل جاری نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی یہ کبھی قرآن مجید میں پڑھے گئے نہ لکھے گئے چنانچہ مَیں ایک محقق مدقق واقف علم حدیث کی رائے پیش کرتا ہوں:۔

"قال القاضی عیاضؒ واما ما یرویه الاخباریون والمفسرون ان سبب ذٰلك ما جریٰ علیٰ لسان رسول اللهؐ من الثناء علیٰ اٰلھة المشرکین فی سورۃ النجم فباطل لا یصح فیه شیٔ لا من جھة النقل ولا من جھة العقل لان مدح الله غیر الله تعالیٰ کفر ولا یصح نسبة ذٰلك الیٰ لسان رسول اللهؐ ولا ان یقوله الشیطان علیٰ لسانه ولا یصح تسلیط الشیطان علیٰ ذٰلك"

(نووی شرح مسلم جلد اوّل صفحہ ۲۱۵) قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے کہا ہے۔ کہ بعض مؤرخین اور مفسرین جو یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ سورہ نجم اُترنے پر مشرکوں کے سجدہ کرنیکا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر مشرکین کے معبودوں کی ثناء جاری ہو گئی تھی۔ بالکل باطل ہے اس میں کوئی بات ازروئے عقل و نقل صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ غیر اللہ کی تعریف کرنا کفر ہے اور اس کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں ہو سکتی اور نہ ہی شیطان آپ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زبان پر جاری کرا سکتا ہے کیونکہ آپ پر تسلط شیطان نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن مجید کی متعدد آیات سے اسکی تائید ہوتی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے انّ عبادی لیس لک علیھم سلطان کہ شیطان کا میرے بندوں پر غلبہ نہیں ہو سکتا۔ اور اس سے بڑھ کر تصرف کیا ہو سکتا ہے کہ کسی کی زبان پر ایسا قابو پالیا جائے کہ جو اس سے چاہیں کہلوالیں۔

۲۔ پھر یہ روایت بھی ابن عباسؓ سے آئی ہے۔ اور ابن عباسؓ ہجرت کے وقت زیادہ سے زیادہ تین برس کا تھا اور سورہ نجم مکہ میں نازل ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جس نے یہ حدیث بنائی ہے وہ تاریخ صحابہؓ سے بھی ناواقف تھا۔

۳۔ علاوہ ازیں یہ بھی بات ہے کہ اسی سورۃ میں شرک کی تردید ہے اور ان کے بتوں کی مذمت۔ اور اگر ایسی بات ہوتی تو وہ ہنسی کا موقع ہو سکتا تھا سجدہ کرنیکا موقع کیا تھا۔

۴۔ پھر اس روایت میں آتا ہے کہ مسلمانوں اور مشرکوں نے سجدہ کیا۔ حالانکہ مسلمان اب تک اس سورۃ کے اختتام پر سجدہ کرتے ہیں جہاں شرک کا رد موجود ہے کہ واسجدوا للہ واعبدوا کہ خدا تعالیٰ کے لئے ہی سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔ پس مشرکین اپنے بتوں کی مذمت سُن کر کس طرح سجدہ کر سکتے تھے۔

۵۔ ابن عباسؓ کے علاوہ دوسری روایتوں میں اگر سجدہ کا ذکر آتا ہے کہ مشرکوں نے سجدہ کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہاں پر مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس لئے کہ یہ کلام ادبی لحاظ سے بہت اچھا تھا۔ اور فصاحت و بلاغت میں انتہائی مرتبہ کمال تک پہنچا ہوا تھا جیسے کہ فرزدق نے بھی لبید بن ربیعہ کے مندرجہ ذیل شعر پر سجدہ کیا تھا

وَجَلَا السُّیُولُ عَنِ الطُّلُولِ کَاَنَّھَا ❊ زُبُرٌ تُجِدُّ مُتُونَھَا اَقْلَامُھَا

اور متواتر سیلابوں نے ان کھنڈروں کو جو بسبب تیز ہواؤں کے مٹی میں دب گئے تھے ظاہر کر دیا۔ سو وہ کھنڈر گویا اب ایسی کتابیں ہیں جنکے مٹے ہوئے حرفوں کو قلموں نے دوبارہ روشن کر دیا ہے۔ سبحان اللہ کیا عمدہ تشبیہ ہے۔ کہتے ہیں کہ فرزدق مشہور شاعر نے جب یہ شعر سنا تو سجدے میں گر پڑا لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا کہ تم سجدات قرآن کو خوب جانتے ہو۔ اور میں سجدہ شعر کو خوب پہچانتا ہوں (التعلیقات علی المعلقات السبع صفحہ ۶۱)

دوسرا اعتراض } اللہ تعالیٰ کی بابت آیا ہے یوم نقول لجھنم ھل امتلئت و تقول ھل من مزید ایک دن دوزخ سے پوچھا جائیگا۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا تو بھر گئی ہے تو وہ کہتی جائیگی۔ کیا کوئی اور ہے۔ ق آیت ۳۰ اس کا جواب یوں آیا ہے:۔
لا تزال جهنم تقول هل من مزيد حتى يضع فيها رب العزة قدمه فتقول قط قط۔ یعنی جہنم کہتی رہیگی کہ کیا کچھ اور ہے۔ یہاں تک کہ ربّ العزۃ اپنا قدم اس میں رکھیگا تو وہ کہے گی بس بس مشارق الانوار حدیث ۵۵۷۔

جواب جملہ یضع فیہا رب العزۃ قدمہ سے یہ نکالنا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے پاؤں کو دوزخ میں ڈالیگا۔ لغت عرب سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ نامہ نگار کو جن الفاظ سے دھوکہ لگا ہے۔ وہ ربّ العزّۃ ہے۔ حالانکہ اس کے معنی ہیں۔ "عزت والا" رب کا لفظ صرف خدا پر نہیں بولا جاتا۔ بلکہ اسکے معنی مالک۔ سردار۔ مدبر۔ مربی اور قیّم اور منعم کے بھی ہیں ملاحظہ ہو نہایۂ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۵۔

۲۔ قرآن مجید اور احادیث میں خدا تعالیٰ کے سوا دوسروں کی طرف بھی ربّ کا لفظ مضاف ہو کر استعمال ہوا ہے (غیر اللہ کے لئے یہ لفظ بغیر اضافت کے عربی زبان میں استعمال نہیں ہوتا) (ا) قرآن مجید میں آتا ہے اذکرنی عند ربك (یوسف) کہ مجھے اپنے آقا کے روبرو یاد کرنا اسی طرح (ب) احادیث میں آتا ہے تلد الامة ربها کہ لونڈی اپنے آقا کو جنیگی۔ پھر (ج) گم شدہ اونٹوں کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حتّٰی یلقاھا ربھا یہانتک کہ اس کا مالک اسے پالے۔ (د) اسی طرح مفردات راغب میں ہے یقال رب الدار و رب الفرس لصاحبھا کہ ربّ الدار اور ربّ الفرس انکے مالکوں کو کہا جاتا ہے۔ اسی طرح (ہ) ربّ البیت اور رب المنزل گھر والے کو کہا جاتا ہے۔ ربّ العزۃ کے معنی ہوئے عزت والا۔ اور عزت کے معنی قرآن مجید میں حمیت و جاہلیت کے بھی آئے ہیں جیسے فرمایا واذا قيل له اتق الله اخذته العزة بالاثم فحسبه جهنم ولبئس المهاد (بقرہ ع ۲۵) کہ جب اسے خدا سے ڈرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو اسے عزت گناہ پر آمادہ کرتی ہے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ پس ربّ العزۃ سے مراد ایسے شخص ہیں ....
... جن کا ذکر مذکورہ بالا آیت میں کیا گیا ہے۔ اور دوزخیوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ذق انك انت العزيز الكريم (دخان ع ۳) کہ لے دوزخی تو اس تھوہر کے درخت کو چکھ کیونکہ تو بھی اپنے آپ کو بڑا بزرگ اور عزت والا سمجھے ہوا تھا۔

پس حدیث کے معنی یہ ہونگے کہ جب سرکش اور متکبر لوگ دوزخ میں ڈالدیئے جائیں گے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو اُس وقت دوزخ بس بس کہدیگی کہ اب میرا مقصد پورا ہوگیا اور حدیث کی دوسری روایات میں اسی کا ہم معنی لفظ حتّٰی یضع فیھا الجبار قدمہ آیا ہے۔ اور مسلمانوں کے نزدیک جہنم بمطابق حدیث شریف سرکش اور متکبر لوگوں اور خدا کے سوا دوسروں کو معبود بنانیوالوں اور بُت بنا کر انکی پرستش کرنیوالوں کی جگہ ہے۔ (ترمذی ابواب صفۃ جہنّم)

ایک حدیث میں آتا ہے۔ کہ دوزخ میں ایک وادی ہے۔ جس کا نام ھبب ہے۔ اس کی تسکین کا باعث ہر ایک جبار ہوگا۔

دوسرا جواب اگر رب العزّۃ کے معنی ہم خدا کے ہی لے لیں تو قدم سے مراد اشرار لوگ ہونگے جیسا کہ تاج العروس جلد ۹ صفحہ ۱۹ میں قدم کے لفظ کے معانی بیان کرتے ہوئے اسی حدیث کے متعلق لکھا ہے :۔ "حتّٰی یجعل اللہ الذین قدّمھم لھا من الاشرار فھم قدم اللہ للنار کما ان الاخیار قدمہ الی الجنۃ والقدم کل ما قدّمت من خیر او شر" یعنی قدم سے مراد وہ شریر لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے دوزخ کے آگے دھر دیا ہے۔ پس وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آگ کیلئے آگے کیئے ہوئے ہیں جیسے نیک اور پسندیدہ لوگ جنّت کی جانب خدا تعالیٰ کی طرف سے آگے کیئے ہوئے ہیں۔ اور قدم ہر ایک اس نیکی یا برائی کو کہتے ہیں جو آگے کیجاتی ہے۔ پس معنی حدیث کے یہ ہوئے کہ جنّت ھل من مزید کہتی رہیگی یہاں تک کہ اس میں خدا تعالیٰ اشرار کو ڈالدیگا۔

۲۔ پھر قدم کے معنی اسی صفحہ پر یہ لکھے ہیں :۔ یا یتھا ما وضع القدم علی الشیٔ مثل للردع والقمع ای امر اللہ تعالیٰ یکفھا عن طلب المزید وقیل اراد بہ یسکن فورتھا کما یقال للامر ترید ابطالہ وضعتہ تحت قدمی۔ کہ وضع القدم علی الشیٔ ایک محاورہ ہے۔ جسکے معنی روکنا اور تھام دینا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا امر اسکے پاس آئیگا۔ اور اسقدر روک اور تھام کریگا۔ کہ وہ طلب مزید سے رک جاویگی۔

یا وضع القدم اسکی تیزی اور جوش کو مٹانا ہے۔ جیسا کہ جس امر کو باطل کرنا مقصود ہو تو اسے کہتے ہیں وضعتہ تحت قدمی کہ میں نے اس کو باطل کر دیا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ تحت قدمی کہ جاہلیت میں جو خون ہوئے تھے وہ میرے پاؤں کے نیچے پڑے ہیں یعنی اب ان کا بدلہ نہیں لیا جائیگا وہ ہدر جائینگے اسی طرح یسعیاہ ۳۷/۲۵ میں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں اپنے پاؤں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تلووں سے مصر کی ندیاں سکھا دونگا اور سموئیل ۲ ۲۲/۳۹ میں ہے "ہاں وہ میرے قدموں تلے پڑے ہیں"

بنابریں حدیث کا مضمون یہ ہوا۔ کہ دوزخ ھل من مزید پکارتی رہیگی یہانتک کہ خدا تعالیٰ اسکے جوش کو مٹا کر اُسے ساکت کرا دیگا۔

تیسرا جواب اگر بفرض محال یہی معنی لے لئے جائیں۔ کہ خدا تعالیٰ اپنا پاؤں دوزخ میں ڈال دیگا۔ تو عیسائی مذہب کی رُو سے کیا نقص لازم آتا ہے جبکہ ان کا خدا آگ میں رہتا ہے اور جلتا نہیں۔ اور آگ میں چلتا ہے اور اسکے پاؤں جلتے نہیں

استثناء ۱/۳۳ "تب بھی اس بات میں تم خداوند اپنے خدا پر ایمان نہ لائے جو راہ میں تم سے آگے جاتا تھا کہ تمہارے لئے جگہ تجویز کرے جہاں تم اپنے خیمے کھڑے کرو رات کو آگ میں ہو کے تاکہ تمہیں وہ راہ روشن کرے"

خروج ۱۳/۲۱ "خدا آگ کے ستون میں"

استثناء ۴/۱۲ "اور وہ پہاڑ آسمانوں کے بیچوں بیچ تک۔ اندھیری اور بدلیوں اور تیرگی کے ساتھ آگ سے جل رہا۔ اور خداوند نے اس آگ میں سے تمہارے ساتھ خطاب کیا"

پس جب عیسائی صاحبان علم حدیث و قرآن مجید سے واقف نہیں تو کیوں خواہ مخواہ غلط مفہوم نکالکر دوسروں کو الزام دیتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے کہ مسیح نے کیا کہا ہے کہ "الزام مت لگاؤ تم پر الزام لگایا جاویگا۔ عیب مت لگاؤ جسطرح تم عیب لگاتے ہو۔ اسی طرح تم پر عیب لگایا جاویگا" متی ۷

جلال الدین شمس مولوی فاضل

قرآن مجید ایک معجزہ ہے قرآن مجید باوجود تعصب اور پورے طور پر نہ سمجھے جانے کے بھی یورپ والوں سے خراج تحسین حاصل کرتا رہتا ہے چنانچہ ذیل کے دو اقتباس دلچسپی سے پڑھے جائینگے:۔

(۱) "اگر کسی کتاب کی عظمت اور تقدس کا اندازہ ان نتائج و اثرات سے کیا جائے جو وہ بہترین قابل ترین انسانی دماغوں پر نقش کرتی ہے تو یقیناً قرآن کریم کو دنیا کی بہترین مقدس ترین کتابوں میں بلند و ممتاز جگہ ملیگی" (جیورلیو مارڈ)

(۲) "(رسول کریم) محمد مصطفیٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے دعوے سے کہا تھا کہ یہ مقدس کتاب ان کا مستقل اور دائمی معجزہ ہے اور واقعی یہ ایک معجزہ ہے"

(باسورتھ سمتھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریوں کے اعتراض کا جواب

کیا شیطان کی گمراہی کا ذمہ دار خدا ہے؟

سوال۔ قرآن شریف کی تعلیم ہے کہ خدا بے عیب ہے اور شیطان بنی آدم کا دشمن اور گمراہ کرنیوالا ہے۔ حالانکہ شیطان کا گمراہ کنندہ خدا ہے۔ دیکھئے۔ شیطان نے خود خدا کے منہ پر کہدیا کہ اے خدا جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا۔ مَیں بھی اسی طرح تیرے لوگوں کو گمراہ کرونگا۔ اس کے جواب میں خدا نے شیطان کو دوزخ کی دھمکی دیدی ہے

جواب۔ بے شک خدا تمام عیوب سے پاک صاف ہے۔ کسی کو گمراہ کرنا اسکے اُلوہیت کے منافی ہے بس اس نے ابلیس کو گمراہ نہیں کیا۔ بلکہ وہ خود ہی اپنی نفسانیت اور فعل مختاری (عطیہ الٰہی) سے متجاوز ہو کر اطاعت الٰہی سے روگردان ہوا۔ اور ضلوا فاضلّوا کا مصداق بنا۔ اللہ پاک کسی فرد بشر کو گمراہ نہیں کرتا۔ ہاں ذی اختیار وجود خود اپنے اختیار سے گمراہی یا ہدایت میں سے جو کچھ چاہے قبول کرے۔ قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہو کہ شیطان کو مَیں نے گمراہ کیا۔ بلکہ اسکے برخلاف خدا نے صاف فرما دیا۔ کہ میرا کام صراط مستقیم دکھانا ہے گمراہ کرنا ہرگز نہیں۔ چنانچہ سورۃ حجر میں اللہ پاک فرماتا ہے قال ربّ بما اغویتنی لا زیّننّ لھم فی الارض ولا غوینھم اجمعین اِلّا عبادک منھم المخلصین۔ قال ھذا صراط علیّ مستقیم۔ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان اِلّا من اتبعک من الغاوین وان جھنم لموعدھم اجمعین۔ اس نے کہا اے رب میرے تو نے تو مجھ کو گمراہ قرار دیا اس لئے مَیں بھی زمین میں ان کو بہکاؤنگا۔ مگر ان میں سے تیرے بندے جو خالص کیئے گئے ہیں (انپر میرا کچھ تسلّط نہیں ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ راستہ مجھ پر سیدھا ہے بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ تسلّط نہیں۔ مگر جو خود بہکنے والوں میں سے تیرے پیچھے ہوئے۔ اور بیشک ان سب کے لئے مقام وعدہ جہنّم ہے

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین[۳] طرح پر شیطان کی بات کو رَدّ کیا۔ پہلے[۱] تو صاف فرما دیا کہ ھذا صراط علیّ مستقیم۔ یہ راستہ ہے مجھ پر سیدھا۔ یعنی میرا کام سیدھی راہ دکھانا ہے۔ گمراہ کرنا نہیں۔ غور سے پڑھو اس میں خدا نے صریح الفاظ میں شیطان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قول کی تردید کردی ہے کہ میرا کام سیدھی راہ دکھانا ہے جس کے لئے قرآن کریم میں دعا بھی سکھائی گئی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم ۔ اے خدا ہم کو سیدھی راہ دکھا ۔ گمراہی سے بچا ۔ کیا اب اس سے بڑھکر صراحت چاہیئے ٭

دوسرے ۔ اللہ جلشانہ کا یہ ارشاد کہ میرے خالص بندوں پر تیرا کچھ تسلط نہیں ہے صریحاً ثابت کرتا ہے کہ خدا کا کام ہدایت دینا ہے ۔ گمراہ کرنا نہیں ۔ شیطان اسی کو گمراہ کرسکتا ہے جو اپنے اختیار سے راہ اعتدال سے ہٹ کر اسکی پیروی کرنے لگے ۔ خدا کو کسی کے گمراہ کرنے میں کچھ دخل نہیں اور نہ اس ذات کے شایان شان ہے ٭

واضح ہو کہ جو لوگ آخرت کو بھلا دیتے ہیں اور یاد الٰہی سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں وہ خود شیطان کے بندے اور شیطانی گروہ میں شامل اور عذاب شدید کے مستحق ہوتے ہیں ۔ خدا کسی پر ظلم اور جبر نہیں کرتا ۔ خود کردہ را چہ علاج ۔ چنانچہ قرآن شریف میں ارشاد ہے ۔ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب ۰ فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ اولٓئک فی ضلال مبین (۲) یقیناً جو لوگ خدا کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ۔ اُنکے لئے عذاب شدید ہے ۔ اس لئے کہ انہوں نے محاسبہ کے دن کو بھلا دیا ۔ ان لوگوں پر افسوس جنکے دل ذکر الٰہی کی طرف سے سخت ہو گئے ۔ افسوس یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں ۔ ارشاد خداوندی ہے کہ استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ اولٓئک حزب الشیطان ۰ الا ان حزب الشیطان ھم الخسرون ۰ شیطان نے انپر قابو پالیا ۔ پس ان کو خدا کی یاد سے غافل بنادیا ۔ یہ ہی لوگ شیطانی گروہ ہیں ۔ سُن لو کہ شیطانی گروہ ہی برباد ہونیوالا ہے ۔ اور شیطان کس پر قابو پاتا ہے اس کے لئے یہ قانون الٰہی ہے ۔ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین ۔ جو شخص ذکر رحمان سے غافل ہوتا ہے ہم اُس پر شیطان کو قابض کردیتے ہیں ۔ پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے نیکوں کے نیک رفیق اور بُروں کے بُرے ہوا کرتے ہیں یہ بھی مشیت الٰہی ہے یہ نظارہ دن رات نظروں کے سامنے مشاہد و معاین ہے ۔ حساب اعمال کو بھول جانا ۔ شیطانی جماعتوں کے ساتھ میل ملاپ کرنا جس سے تمام خوف اور سعادت دُور ہو کر انسان بُری صحبتوں میں پھنستا ۔ آوارہ گردی تماش بینی لہو و لعب میں مشغول ہوتا ہے تب لعنت الٰہی کے نیچے آکر ذکر الٰہی کی طرف سے پورا غافل اور ٹھوس پتھر بن جاتا ہے اب نہ کوئی نصیحت کارگر ہوتی ہے اور نہ کوئی عبرت ۔ سُنت الٰہی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماتحت پھر شیطان ہی ان کا یار و غمگسار اور مددگار ہے اور خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کا نظارہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ بُروں کے یار شیطان اور نیکوں کے یار نیک انسان ہوتے ہیں خدا سے غفلت کرنیوالے اسکی یاد کو بُھول جانیوالے۔ شیطان کے یار ہو کر شیطانی رُوپ میں آجاتے ہیں۔ خدا کو یاد کرنیوالے اسکے سچے پرستار رحمان کے دوستدار ہو کر رحمانی اخلاق اختیار کر لیتے اور ایشوری رُوپ میں آجاتے ہیں۔ آنکھوں دیکھی باتوں قانون قدرت کے نظاروں کا جو شخص انکار کرے وہ سخت متعصب اور ہٹ دھرم ہے

تیسرے اللہ تعالیٰ کا شیطان کو لعنتی اور مردود کر دینا نیز اسکو اور اسکے تابعین کو جہنم کے جیلخانہ میں ڈالدینا۔ اس بات پر صریحاً دلالت کرتا ہے کہ رب العالمین کا شیوہ گمراہ کرنا ہرگز ہرگز نہیں اور نہ خدا نے شیطان یا ذریت شیطان کو گمراہ کیا اگر وہ گمراہ کرتا تو کبھی نہ کہتا لاملئن جهنم منکم اجمعین ٥ میں تم سب سے دوزخ کو بھر دونگا۔ بلکہ اللہ پاک کا دھمکانا اور سزا سے ڈرانا اس بات پر صریح الدلالۃ ہے کہ خدا تعالےٰ شیطان کی اس حرکت سے سخت ناراض تھا۔ کیا کوئی شخص عقل و ہوش رکھتے ہوئے یہ بات کہہ سکتا ہے کہ ایک شخص خود ہی کسی کام کیلئے مجبور کرے پھر سزا کی دھمکی بھی دے اور ابدی لعنت کا مورد بنائے

ایک شخص حاکم پر ناحق الزام لگاتا ہے کہ تم ہی نے مجھ سے یہ بُرا کام یا جرم کرایا ہے حاکم کہتا ہے لے جاؤ اس جھوٹے کو جیلخانہ میں تاکہ چند روز بڑے گھر کی سیر کرلے۔ کیا اس سے کُھلم کُھلا ثابت نہیں ہوتا کہ حاکم نے اس الزام اور بہتان کو ہرگز اپنی مشیت سے تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ اس کو سخت درجہ کا جھوٹا اور بہتانی سمجھا کر جسکی وجہ سے قید خانہ میں لے جانیکا حکم دیدیا۔ یہ عملی مثال اس بہتان کو نہ ماننے کی اور اس بہتان سے سخت بیزاری کی ہے ذرا سمجھو اور تعصب کو بالائے طاق رکھکر غور کرو

دوسرا جواب۔ شیطان کا یہ خیال نہیں تھا۔ کہ خدا نے مجھے صریحاً گمراہ کیا یا گمراہی پر مجبور کیا ہے بلکہ اس نے ایسا اس خیال سے کہا کہ تُو نے (خدا) مجھے اطاعت آدم کا حکم دیا جس سے مجھے انکار کرنا پڑا۔ اور یہ ہی وجہ میری گمراہی کی ہوئی۔ پس گویا ایک طور پر مجھے تُو نے ہی گمراہ کیا جس طرح ایک شخص کو اس کا باپ کسی کام کرنے کو کہے اور وہ بیٹا انحراف کر کے دوزخ کی راہ لے۔ تو یہ شخص یعنی بیٹا یہی کہیگا کہ مجھے میرے باپ نے نافرمان اور عاق بنا کر دوزخ کی تہ میں ڈالا۔ اب ظاہر ہے کہ باپ نے نہیں کہا تھا کہ وہ بیٹا اس کے حکم سے انحراف کرے اور عاق ہو کر جہنم کی راہ لے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن باپ کا حکم اس کا باعث ہوا۔ اسلئے عام طور پر مجازًا اس امر کو باپ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ کہ اسی نے مجھے حکم دیا جس کی عدم اطاعت کی وجہ سے میں عاق بنا اور مصیبت و دوزخ میں پڑا۔ ایسا ہی مقولہ شیطان کا تھا ✧

جواب سوم۔ اضلال و اغوا کے معنی گمراہ اور بہکا ہوا ٹھیرانا بھی ہیں ایسی صورت میں آیت کے معنی یہ ہونگے کہ بما اغویتنی اسلئے کہ تو نے مجھے گمراہ ٹھیرایا۔ میں بھی اسکی نسل کو گمراہ کرونگا۔ نیز اضلال کے معنی ہلاک کرنا اور اغوا کے معنی دھتکارنا بھی ہیں ایسی حالت میں آیت کے معنی یہ ہوئے اسلئے کہ تو نے مجھے ہلاک کیا اور دھتکار دیا۔ میں بھی ان کی راہ مارونگا۔ اور جہانتک بس ہوگا گمراہ کرونگا۔ چونکہ اضلال کا لفظ مشترک المعانی ہے۔ اس لیئے یاد رکھنا چاہیئے کہ جہاں انسان کا گمراہ کرنا اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہاں گمراہی میں پڑا رہنے دینا اور ہدایت کے لئے جبر نہ کرنا اور توفیق ہدایت چھین لینا مراد ہے۔ اور جہاں شیطان کی طرف منسوب ہے وہاں گمراہ کرنے یا شیطان کی طرف قدم بڑھانے والے کو گمراہی کا مشورہ دینا مراد ہے، اللہ پاک فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ مع المحسنین ۝ جو لوگ خدا کی راہ میں سعی کریں۔ انہی کو وہ اپنی راہیں دکھایا کرتا ہے اور خدا تو نیکو کاروں کے ساتھ ہے یعنی جھٹ ہدایت کی توفیق دینے کو موجود ہے کوئی توفیق چاہنے والا ہو ✧

پس انسان اپنے اختیار سے راہ ہدایت کو چھوڑتا اور شیطان کی طرف جھکتا ہے اور ابلیس تو ایسا آدمی چاہتا ہی ہے وہ بھی اسے بُرے مشورے دیتا اور اپنے رنگ میں رنگین کرتا ہے خدا تعالیٰ اس سے بیزار ہوتا اور اپنی مرضی سے کوئیں میں گرنیوالے کو کوئیں میں گرنے دیتا ہے اور توفیق ہدایت چھین لیتا ہے یہ نظارہ ہر روز دنیا میں نظر آ رہا ہے جس میں کسی عقلمند کو ایک دم بھر کے لئے تامل نہیں ہو سکتا ✧

سو واضح ہو کہ شیطان کا گمراہ کنندہ خدا نہیں ہے بلکہ شیطان اپنی خودی و فعل مختاری کی وجہ سے گمراہ ٹھیرا ✧ عبد الحی عتیق۔ حیدر آبادی۔ الہ دین بلڈنگس سکندر آباد دکن۔

صادقوں کی دوستی ... سال کے فائل گذشتہ ... روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خداوند کا حلیہ بائبل میں

پادریوں نے حدیث یضع فیھا رب العزۃ قدمہ پر ہنسی اُڑائی ہے اور خدا تعالیٰ کے قدم کے ذکر سے اسلام کے خدا کو مجسم بتایا ہے۔ اور پھر دوزخ میں رکھنے کو اس ذات ستودہ صفات کے تقدس کے خلاف گردانا ہے۔ تعجب ہے کہ یہ ان لوگوں کی طرف سے اعتراض ہے جو خود اپنی نجات کیلئے اپنے نجات دہندہ خداوند کو تین روز اسی دوزخ میں رکھا جانے کے قائل ہیں۔ پھر ایک قدم کیا ایک ایک عضو کا ذکر بائیبل میں موجود ہے اسکے لئے مفصلۂ ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائے جائیں۔ کیوں نہ پادری صاحبان ازراہ حق پسندی تسلیم کریں کہ یہ سب استعارات ہیں جو تمام الہامی کتابوں میں پائے جاتے ہیں (ایڈیٹر)

سر (۱) "نجات کا خود اُسکے سر پر تھا" الخ (یسعیاہ ۵۹/۱۷)

(۲) "جلعاد میرا ہے اور منسی بھی میرا۔ اور افرائیم بھی میرے سر کا زور ہے الخ" (زبور ۱۰۸/۸)

سر کے بال (۳) "اسکے (خداوند) سر کے بال صاف ستھرے اُون کی مانند الخ" (دانیال ۷/۹)

آنکھیں (۱) "اور رات دن تیری آنکھیں اس گھر کی طرف الخ" (سلاطین ۱ ۸/۲۹)

(۲) "اے خداوند اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ الخ" (یسعیاہ ۳۷/۱۷)

(۳) "خداوند کی آنکھیں صادقوں پر اور اُسکے کان اُنکی فریاد پر" الخ (زبور ۳۴/۱۵)

(۴) "مگر اپنی آنکھیں یہوواہ کے گھرانے پر کھلی رکھونگا" (ذکریاہ ۱۲/۴)

(۵) "اس دعا پر جو اس مقام میں کی جائے تیری آنکھیں کھلی ہیں (تواریخ ۲ ۶/۴۰)

(۶) "اے خداوند کیا تیری آنکھیں سچائی پر نہیں ہیں" (یرمیاہ ۵/۳)

(۷) "اس میں میرا نام ابد تک رہے اور میری آنکھیں اور میرا دل ہر وقت اسپر ٹھیرینگے" (تواریخ ۲ ۷/۱۵)

(۸) "کیونکہ اُسکی آنکھیں انسان کی راہوں پر لگی ہیں اور وہ اُنکی ساری روشوں پر نظر کرتا ہے" (ایوب ۳۴/۲۱)

(۹) "مجھ سے آنکھ پھیرے تاکہ میں دم لے لوں الخ" (زبور ۳۹/۱۳)

(۱۰) "میرا انصاف تیرے حضور سے نکلے تیری آنکھیں راستی پر نظر کریں (زبور ۱۷/۲)

(۱۱) خداوند اپنی مقدس ہیکل میں ہے خداوند کا تخت آسمان پر ہے اُسکی آنکھیں دیکھتی ہیں" (زبور ۱۱/۴)

(۱۲) "میری آنکھ رعایت نہ کریگی اور میں ہرگز رحم نہ کرونگا" (دانیال ۷/۹)

اس طرح دیکھو ذیل کے بھی حوالہ جات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۳) حزقی ایل ۵/۱۲ × (۱۴) حزقی ایل ۹/۱۰ × (۱۵) حزقی ایل ۲۰/۱۸ × (۱۶) عموس ۹/۸ ×

معزز ناظرین۔ خداوند کی آنکھیں تو آپکو معلوم ہوگئیں اور جان گئے مگر ان کی تعداد سے واقفیت حاصل نہیں کی اسلئے ہم تعداد بھی بتلائے دیتے ہیں۔

(۱۷) "کیونکہ خداوند کی وہ سات آنکھیں جو ساری زمین کی سیر کرتی ہیں الخ" (ذکریاہ ۴/۱۰)

(۱۸) "اس کی (خدا) پلکیں بنی آدم کو آزماتی ہیں" (زبور ۱۱/۴)

ناک (۱) "یہ ایسے ہیں جیسے دُھواں میری ناک کیلئے اور جیسے آگ جو دن بھر جلا کرتی ہے"

(یسعیاہ ۶۵/۵)

(۲) ناک کے نتھنے بھی ملاحظہ ہوں :۔

نتھنے "میرا قہر میرے نتھنوں میں چڑھیگا" (حزقی ایل ۳۸/۱۹)

(۳) "اُسکے نتھنوں سے دُھواں اُٹھا اور اُس کے مُنہ سے آگ بھڑکی جس سے انگارے دہک اُٹھے"

(زبور ۱۸/۹)

(۴) "اُسکے نتھنوں سے ایک دُھواں اُٹھ رہا اور اُسکے مُنہ سے آگ نکل کے کھاتی گئی الخ"۔

(سموائیل ۲ ۲۲/۹)

(۵) "اور اُسکے نتھنوں کے دم سے سمندر کی تھاہیں نمودار ہوئیں دنیا کی نیویں کھل گئیں"

(سموائیل ۲ ۲۲/۱۶)

(۶) "اور اُسکے نتھنوں کے دم سے فنا ہو جاتے ہیں" (ایوب ۴/۹)

ہونٹ (۱) "لیکن کاش کہ خدا خود بولے اور اپنے لبوں سے تجھے قائل کرے" (ایوب ۱۱/۵)

(۲) "اُسکے لب قہر آلودہ اور اُسکی زبان دھدکتی آگ کی مانند ہے" (یسعیاہ ۳۰/۲۷)

(۳) "میں نے ہرگز اُن حکموں کو جو اُسکے (خدا) لبوں سے نکلے عدول نہیں کیا" (ایوب ۲۳/۱۲)

(۴) "ہاں وہ وحشی کے سے ہونٹھوں اور اجنبی زبان سے اس گروہ کے ساتھ باتیں کریگا"

(یسعیاہ ۲۸/۱۱)

زبان (۱) "اُس کی (خدا) زبان دھدکتی آگ ہے" (یسعیاہ ۳۰/۲۷)

(۲) "اور اجنبی زبان سے اس گروہ کے ساتھ باتیں کریگا الخ" (یسعیاہ ۲۸/۱۱)

خدا کی آواز :۔ زبان۔ کلام کے بعد آواز بھی سُن لیں۔ تاکہ انسان اور بائبلی خدا میں کچھ فرق اور تفاوت نہ رہ جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) "اسکی آواز آگ میں سے سُنی ہم نے آج کے دن دیکھا کہ خداوند آدمی سے باتیں کرتا ہے۔"
(استثناء ۵/۲۵)

(۲) "اور انہوں نے خداوند خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا سُنی۔" (پیدائش ۳/۸)

(۳) "سو اب خداوند کی آواز اور اسکی باتیں سن۔" (سموائیل ۱ ۱۵/۲)

اسی طرح بیسیوں درس ہیں جن سے خدا کی آواز کا پتہ چلتا ہے جن میں سے چند اور بھی ذیل میں تحریر کیئے جاتے ہیں:-

(۴) استثناء ۲۶/۱۴ × (۵) سموائیل ۲ ۲۲/۱۴ × (۶) یسعیاہ ۶/۸ × (۷) زبور ۴۷/۵ ×
(۸) حزقی ایل ۱۲/۲۵ × (۹) ایضاً ۳۶/۹ × (۱۰) یسعیاہ ۴۶/۹ ×

چہرہ (۱) "اے خداوند وہ تیرے چہرہ کے نور میں خراماں ہونگے۔" (زبور ۸۹/۱۵)

(۲) "میں اپنے سارے دل سے تیرے چہرہ کی توجہ ڈھونڈتا ہوں" (زبور ۱۱۹/۵۸)

(۳) "تو میرا چہرہ اُس خون کھانے والے کے برخلاف ہوگا۔" (احبار ۱۷/۱۰)

(۴) "اے خداوند خدا لشکروں کے خدا ہم کو پھر اپنے چہرہ کی روشنی چمکا دے تو ہم بچ جائینگے۔"
(زبور ۸۰/۱۹)

(۵) "خداوند کے چہرے نے اُن میں تفرقہ ڈالا الخ" (نوحہ یرمیاہ ۴/۱۶)

(۶) "اپنے چہرے کو اپنے بندے پر چمکا الخ" (زبور ۳۱/۱۶)

(۷) "اور بولا تو میرا چہرہ نہیں دیکھ سکتا الخ" (خروج ۳۳/۲۰)

(۸) "خدا ہم پر رحم کرے اور ہم کو برکت دیوے اور اپنے چہرے کو ہم پر جلوہ گر فرماوے۔" (زبور ۶۷/۱)

اسی طرح مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۹) خروج ۳۳/۲۳ × (۹) تواریخ ۲ ۳۳/۱۲ × (۱۱) زبور ۴۲/۵ × (۱۲) زبور ۴۴/۳ × یرمیاہ ۱۸/۱۷ وغیرہ وغیرہ

مُنہ (۱) "اے خداوند زمین کے سب بادشاہ تیرے مُنہ کے کلام سُنکر تیری ستائش کرینگے" (زبور ۱۳۸/۴)

(۲) "اُن عدالت کے حکموں کو جو اُس نے اپنے مُنہ سے فرمائے۔" (زبور ۱۰۵/۵)

(۳) "تیرے مُنہ کی شریعت میرے لئے ہزاروں سونے روپے کے سکّوں سے بہتر ہے" (زبور ۱۱۹/۷۲)

(۴) "خداوند ہی کے مُنہ سے یہ ارشاد ہوا ہے" (یسعیاہ ۵۸/۱۴)

(۵) "میں بھی خداوند کی راہ دیکھونگا جو اب یعقوب کے گھرانے سے اپنا مُنہ چھپاتا ہے الخ" (یسعیاہ ۸/۱۷)

(۶) "اور خداوند کا جلال آشکار ہوگا اور سب بشر ایک ساتھ اُسے دیکھینگے کہ خداوند کے مُنہ نے یہ فرمایا۔"
(یسعیاہ ۴۰/۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۷) "اور جنکی ساری خیانت کیلئے میں نے اس شہر سے اپنا منہ چھپایا" (یرمیاہ ۳۳/۵)
(۸) "انکی ناپاکی اور انکے گناہوں کے مطابق میں نے اُن سے کیا اور اُنسے اپنا منہ چھپایا" (حزقی ایل ۳۹/۲۴)
(۹) "آسمان پر اُنکے فرشتے میرے آسمانی باپ کا مُنہ دیکھتے ہیں الخ" (متی ۱۸/۱۱)

اسی طرح دیکھئے مندرجہ ذیل مقامات

(۱۰) حزقی ایل ۳/۱۷ × (۱۱) یسعیاہ ۵۴/۸ × (۱۲) حزقی ایل ۱۵/۸ × (۱۳) ایضاً ۳۹/۲۹ × وغیرہ

بازوا (۱) "تیرا بازو زور کا ہے تیرا ہاتھ قوی الخ" (زبور ۸۹/۱۳)
(۲) "خداوند کے لئے ایک نیا گیت گاؤ۔ کیونکہ اس نے عجائبات کئے۔ اُس کے داہنے ہاتھ اور مقدس بازو نے اُسے فتح بخشی" (زبور ۹۸/۱)
(۳) "خداوند نے اپنا پاک بازو ساری قوموں کی آنکھوں کے سامنے ننگا کیا ہے الخ" (یسعیاہ ۵۲/۱۰)

خدا کی بانہہ (۱) "کیا خدا کی سی تیری بانہہ ہے" (ایوب ۴۰/۹)

(باقی آیندہ)

حقیقت وید

آریہ سماج کے مقرر کردہ معیاروں پر وید پورا نہیں اُترتا

ہر ایک عاقل و بالغ اس امر کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمیشہ وہی دعویٰ قابل تسلیم ٹھیر سکتا ہے جو اپنے ساتھ دلائل بھی رکھے۔ یہ نہیں ہوگا کہ خالی از دلیل دعویٰ عقل کے نزدیک قابل تسلیم تو کجا قابل شنوائی بھی ہو۔ بس اسی طرح ہر ایک وہ کتاب جسکے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ الہامی اور ایشوری گیان ہے یہ ضروری اور لابدی ہے کہ وہ خود اپنے الہامی اور ایشوری گیان ہونیکی مدعی ہو اور مدعی بھی بادلائل۔ یہ نہیں کہ دعویٰ تو کرے آپ اور دلائل کیلئے دوسروں کا مُنہ تکے۔ ہم نے بارہا آریہ سماج کے ممبروں کے سامنے یہ مطالبہ رکھا اور زوردار الفاظ میں کہا کہ تم جو وید مقدس کو الہامی اور ایشوری داک تبلاتے ہو کیا یہ بقول تمہارے ایشوری گیان (وید) اپنے الہامی ہونیکا خود بھی مدعی ہے؟ اور اگر مدعی ہے تو وہ اپنے دعویٰ کے اثبات میں کیا اور کس قسم کے دلائل پیش کرتا ہے؟ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجائے اسکے کہ ہمارے مطالبہ کا معقول اور قابل جواب دیکر ہماری تسلی و تشفی کریں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کیلئے من گھڑت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند ایک اصول یا معیار بتلاتے ہوئے کہدیتے ہیں کہ الہامی کتاب وہی ہو سکتی ہے جو ان معیاروں پر پوری اُترے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ الہامی ہونیکی خود ہی مدعی ہو اور خود ہی دلائل پیش کرے۔

ناظرین جان سکتے ہیں کہ ہمارا مطالبہ کیا اور اس کا جواب کیا۔ کیا چند ایک خود تراشیدہ معیار پیش کر دینا ہمارے مطالبہ کے پورا کر دینے کا مترادف ہے؟ کیا سماجی علم و عقل اسے صحیح قرار دے سکتا ہے؟ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ باوجود غیرت دلانے والے کلمات کے سُننے کے بھی دیانندی حضرات اپنی چند ٹلیات پیش کر دینے کے سوا ہمارے مطالبہ کا جواب تو کیا اس طرف رُخ تک بھی نہیں کرتے۔ مگر ہاں اپنا وہی بے سُرا راگ الاپے چلے جاتے ہیں کہ ایشوری گیان کے لئے ضروری نہیں کہ مدعی بھی خود ہو اور دلائل بھی خود ہی پیش کرے۔ ہاں الہامی کتاب وہی کہلا سکتی ہے جو ان معیاروں پر پوری اُترے۔

ہمارے ناظرین معلوم کرنا چاہتے ہونگے کہ وہ کونسے ایسے سماجی معیار ہیں جن کے پیش کرنے کے سوا دیانندی اور کسی کی بات (خواہ کسقدر کیوں نہ سوال معقول ہو) سُننا ہی نہیں چاہتے۔ لیجئے ہم بتلا دیتے ہیں:۔

(۱) الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ازلی ہو۔

(۲) اُس میں کسی کا نام نہ ہو۔

(۳) اُس میں اختلاف نہ ہو۔

(۴) اُس میں خلاف عقل کوئی بات نہ ہو۔ وغیرہ

یہ ہیں وہ معیار جو وید کو الہامی اور ایشوری گیان ثابت کرنے کیلئے سماج کی طرف سے عموماً پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر جب ہماری طرف سے ان سماجی معیاروں کے متعلق بھی ایک مطالبہ کیا جاتا ہے تو سماجی دوست صاف کنی کترا جاتے ہیں کیا مجال کہ ہماری باتوں کا تسلی بخش جواب تو دیدیں حالانکہ بات نہایت آسان اور معقول ہوتی ہے۔ کیا؟ یہی کہ اگر تم فی الواقع الہامی کتاب کے جانچنے کے لئے ان معیاروں کو صحیح سمجھتے ہو تو براہ نوازش وید مقدس سے چند ایک شُرتیاں تو ایسی پیش کر دو جنمیں یہ لکھا ہو کہ الہامی کتاب کے لئے یہ یہ معیار ضروری ہیں اور اس کے یہ دلائل ہیں۔ مگر حرام ہے کہ اس معقول مطالبہ کا جواب بھی کبھی ملا ہو۔ ناظرین آئیے ہم آپ کو آج دکھلاتے ہیں کہ سماج کے پیش کردہ معیار اگر عقل و نقل سے ثابت بھی ہو جائیں (جنمیں سے اکثر کا ثبوت قطعی محال ہے) تب بھی وید ان پر پورا نہیں اُترتا۔ لیجئے سب سے پہلی شرط یا معیار کہ الہامی کتاب ازلی ہونی چاہئیے۔ ملاحظہ ہو ذیل کا وید منتر اور دیکھئے امتحان سماجی شرط کا۔ لکھا ہے

"یسیام پُوروے پُورو جنا ورچکہ رسے یسیام دیوا اسُران بھیہ ورتین ॥
گوام اشوانام ویئسیہ شتھا بھگم ورچہ پرتھوی نو دیدہاتو ॥"

(اتھروید ۱۲-۱-۵ ۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُردو ترجمہ :۔ ”جس میں ہم (یعنی زمین) سب کے آباؤ اجداد خاص طور پر اپنے فرائض بجالا گئے ہیں اور جس میں دیووں نے راکھشوں کو جیت لیا۔ اور جو گائیوں گھوڑوں اور پرندوں کو خاص جگہ دیتی ہے وہ ہم سب کی ماتری بھومی (زمین ماتا) ہم سب کو دولت اور شہرت دے“

ویدک رشی زمین کی مدح و ثناء کرتے ہوئے وید کی قدامت پر صاف ہی ہر بڑ چلا گئے۔ فرماتے ہیں کہ ”یہ وہ زمین ہے جس پر ہمارے پُوروج یعنی زمانہ گذشتہ کے بزرگ۔ آباؤ اجداد اپنا اپنا فرض پورا کر گئے“

معزز ناظرین! زمانہ گذشتہ میں ہونیوالے بزرگ۔ یا ”آباؤ اجداد“ زمانہ ماضی میں اس زمین سے چلے جانے والے“ فقرے کیا وید کی ازلیت کو پاش پاش نہیں کرتے؟ کیا جس کتاب میں پُوروجوں یعنی آباؤ اجداد کا ذکر ہو وہ قدیم اور ازلی ہو سکتی ہے؟ ازلی کی تو یہ تعریف ہے ”جس کا شروع نہ ہو“ مگر یہاں تو وید ہی ازمنہ ماضیہ میں گذرے ہوئے لوگوں کا حال بتلا رہا ہے۔ پس جس کتاب میں گذشتہ زمانہ کے انسانوں کا ذکر رقم ہوگا یقیناً وہ اُن انسانوں کے بعد کی ہوگی۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۲۲ء میں سوامی دیانند کا ذکر ہو اور کہا جائے کہ یہ رسالہ سوامی جی کی پیدائش سے بھی پہلے ایڈٹ کیا گیا تھا جیسے اس رسالہ میں کسی شخص کا تذکرہ پڑھتے ہوئے ہم کہینگے کہ یہ فلاں شخص کی زندگی کے بعد کا ہے اسی طرح وید پر بھی ہر ایک عاقل کا یہی حکم ہوگا کہ چونکہ اُس میں زمانہ گذشتہ کے بزرگوں کا ذکر و اذکار موجود ہے اسلئے وید اُن سے پہلے نہیں بلکہ بعد میں قلمبند ہوئے ہیں پس وید کے اس ایک منتر نے ہی سماج کے پیش کردہ پہلے معیار کو بیخ و بُن سے ہلا دیا۔ پس وہ سماجی جو اپنے من گھڑت معیاروں کو دیکھتے ہوئے نازاں تھے وہ سامنے آئیں اور دیکھیں کہ خود اُن کا مایۂ ناز وید ہی اُن کے معیار کی قلعی کس سادگی سے کھول رہا ہے اب لیجئے دوسری شرط۔ (۲) ”اُس میں کسی کا نام نہ ہو“ ہے تو یہ بھی نہایت ہی مضحکہ خیز شرط مگر اسوقت ہمارا یہی منصب ہے کہ ان پر وید کا پورا نہ اُترنا دکھلایا جاوے سو اسکے لئے بھی ذیل کا منتر دیکھنا ضروری ہے۔ وید میں لکھا ہے (بقدر ضرورت)

”او بھیہ کھشیرم وِنیپیت کرُنگ آنگر سو دِہیا اِتیادی

(یجروید ۱۹/۳۴)

ترجمہ بقدر ضرورت از سوامی دیانند ”جو انگرا دِدوان (انگرا نامی عالم) سے کیا ہوا وِددان (انگرا سے پڑھا ہوا عالم) کرم کے ساتھ (باقاعدہ) جلوں سے دودھ کو کرُنچا پرندے کی طرح پیوے الخ (دیانندی یجر وید بھاش جلد اول صد ۱۹۷)

لیجئے صاحب! یہاں انگرا نامی عالم کا نام بھی معلوم ہو گیا۔ کیا اب بھی آریہ سماج کے دلدادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الہامی کتاب کے لئے یہی شرط پیش کرینگے ؟ چونکہ وید میں انگرا رِشی کا نام مرقوم ہے اسلئے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ وید جنہیں ازلی کہا جاتا ہے۔ یقیناً یقیناً انگرا رِشی کی زندگی کے بعد یا اُس کے زمانہ میں تصنیف و تالیف ہوئے ہیں۔ پس اس حوالہ سے جہاں سماج کی دوسری شرط ٹوٹ گئی وہاں پہلی شرط بھی باور ہوا ہوگئی۔ (فہو المراد)

سجن پُرشو! اب تیسری شرط لو کہ "اُس میں اختلاف نہ ہو" آریوں کی یہ شرط فی الواقع معقول و مدلل، اور قابل تسلیم ہے مگر رونا تو یہ ہے کہ خود وید اسے پیش نہیں کرتا۔ ہاں قرآن مجید نے وید کی تہید ستی دیکھتے ہوئے اس امر کا کھلے لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ۔ لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔

ناظرین! جب پہلی دو غیر معقول شرطوں پر وید پورا نہیں اترا تو بھلا اب اس معقول شرط پر کیسے پورا اُتر سکتا ہے ہاں ملاحظہ ہوں ذیل کے دو منتر :-

تدیجتی تن نے جتی تد دُورے تد وینتکے تد انتر سیہ سروسیہ تدُ سروسیا سیہ باہتیہ :۱۱

(یجروید ۴۰/۵)

ترجمہ - "وہ پرماتما (خدا) سب جگت کو حسب لیاقت اپنی اپنی چال پر چلا رہا ہے۔ سو جاہل بے علم لوگ ایشور کے متعلق بھی شک کرتے ہیں کہ وہ بھی چلتا ہوگا۔ حالانکہ وہ کبھی چلائے مان (متحرک) نہیں ہوتا۔ اسلئے وہ پرماتما کبھی نہیں چلتا۔ ایک رس نشچل (یکساں ساکن) ہو کر بھر رہا ہے "

اس وید منتر میں کہا گیا ہے کہ خدا متحرک نہیں بلکہ ساکن ہے اور جو خدا کو متحرک اور ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے والا کہتے ہیں وہ جاہل اور بے علم لوگ ہیں۔ پس آؤ اب دیکھیں وید میں اسکے خلاف تو اور کسی جگہ تعلیم نہیں دی گئی۔ ہاں یاد آیا۔ ملاحظہ ہو ذیل کا وید منتر :-

" نمستے استو ویتے نمستے ستن یتنوے نمستے بھگون استویتہ سوہ بھی ہسے "۱۱

(یجروید ۳۶/۲۱)

ترجمہ :" اے پرمیشور جس جس مقام سے آپ دنیا کے بنانے اور پالنے کیلئے حرکت کریں اُس اُس مقام سے ہمارا خوف دور ہو" ایک منتر میں تو کہا کہ خدا کو متحرک بتلانیوالے جاہل اور بے علم لوگ ہوتے ہیں۔ مگر خود ہی دوسری جگہ پرمیشور کو متفرق مقامات پر آنے جانیوالا بتلا دیا۔ اب سماجی دوست بتلائیں۔ ان دو میں باہمی تضاد و تناقض ہے یا نہیں ؟ کیا کہ اختلاف سمجھتے ہوتے تمہاری پیش کردہ شرط پر وید پورا اُتر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بانی آریہ سماج نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ "ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں"۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۹۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب رہ گئی یہ شرط کہ الہامی کتاب میں "خلاف عقل کوئی بات نہ ہو" مگر سوال یہ ہے کہ وید کے کسی بھی منتر سے یہ الفاظ مستنبط ہوتے ہیں؟ جہانتک ہم جانتے ہیں اسکا جواب سوائے نفی کے اور کچھ بھی نہیں ملتا۔ مگر خیر یہاں اس بحث کی ضرورت نہیں۔ اسجگہ تو ہم نے صرف یہی دکھلانا ہے کہ آریہ سماج جسقدر بھی شروط الہامی کتاب کیلئے پیش کرتی ہے خواہ وہ معقول ہیں یا غیر معقول اُنپر کسی حال بھی وید پورا نہیں اُترتا۔ سو اس آخری شرط پر بھی وید کا پورا نہ اُترنا۔ ملاحظہ ہو۔ لکھا ہے کہ:۔

"ہوتا یکش دشنونُچھا گسیہ ہوِش آتّا مدّسیہ مدہتو میدا دُبھرِ تم بُرا دویشو بھسیہ بُرا پورُوشے یا گرِبھو گھستام نُو نم گھاسے اجرانام" اِتیادی

ترجمہ سوامی دیانند: "ہے دینے والے جیسے لینے والا پڑھانے اور نصیحت کرنیوالے کی صحبت اختیار کرکے (تب) وے آج بکرا وغیرہ (وغیرہ سے مراد شاید تمام نر جانور۔ گدھا۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ ہاتھی۔ شیر بھینسا وغیرہ ہوں) جانوروں کے بیچ لینے لائق چیز کا چکنا حصہ یعنی گھی دودھ وغیرہ نکالا ہوا لیویں" الخ (یجر وید بھاش جلد دوم صفحہ ۷۹۸ ادھیائے ۲۱ منتر ۴۳)

قارئین کرام! آریہ کہتے ہیں کہ الہامی کتاب وہی ہو سکتی ہے جو عقل کے خلاف نہ ہو اور ایسا کہنے سے اُن کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ چونکہ وید عقل کے خلاف نہیں ہیں اسلئے الہامی ہیں۔ سو یہ معیار بھی اُن کو شرمندہ کر رہا ہے کیونکہ وید خلاف از عقل باتیں بیان کرتا ہے۔ مثال کیلئے محولہ بالا منتر ہی کافی ہے جس میں وید مصنف کہتا ہے کہ اے لوگو تم بکرے کا گھی اور دودھ حاصل کرو اور پیو۔ آریہ سماجی دوست خود ہی بتلائیں کیا بکرا بھی دودھ دیا کرتا ہے؟ کیا یہ گھی جو آپ لوگ استعمال میں لاتے ہیں وہ بکرے سے نکالا ہوا ہوتا ہے؟ ہم تو آجتک یہی سُنتے اور دیکھتے آئے کہ بکریاں دودھ دیا کرتی ہیں مگر سماجی بھائیوں کا باعث فخر وید بتلاتا ہے کہ بکرے کا دودھ اور گھی استعمال کرنا چاہیئے۔ گویا بکرے بھی دودھ وغیرہ دیا کرتے ہیں۔ (چہ خوش)

صاحبان! یہ ہے وید کی فلاسفی اور سائینس۔ بس سماجی مہاشوں کو بتلانا چاہیئے کہ جب تمہاری ہی پیش کردہ شروط پر وید پورا نہیں اُتر سکا۔ تو تم اب کس مُنہ سے اسے الہامی اور ایشوری گیان بتلاؤ گے۔

یہ ہے مختصر سی تحقیق اُن شرائط کی جو سماجی دوست عموماً پیش کیا کرتے ہیں۔

ناظرین نے دیکھ لیا ہوگا کہ وید ان شرطوں کو کسی طرح بھی پورا نہیں کر سکتا۔ اس لئے ویدوں کا غیر الہامی ہونا ان پر آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہوگا۔ (فہو المراد)

کیا آریہ مسافر دہلی قرآن مجید پر اعتراض کرنے سے پہلے وید کی پوزیشن صاف کریگا؟

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

آریہ سماج کے بنیادی اصولوں کی تردید والے ٹریکٹ ارتی کاپی روپیہ کے ۲۰ جلد منگوائیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن و حدیث سے پیشگوئیاں

زمانہ حال کی نسبت

—— :۰:(۱):۰: ——

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا (سورۃ کہف) "نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ایک بگل بجایا جائیگا اور قومیں آپسمیں لڑینگی۔ جمعنٰھم۔ ہم ان کے درمیان ایک بڑی لڑائی کرا دینگے عرضنا جھنّم۔ دوزخ سامنے ہوگی۔ یہ پیشگوئی ہے کہ جنگ اسوقت اسلحۂ آتشبار سے ہوگی"

(درس حضرت جناب مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اوّل۔ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

یہ تفسیر جنگ یورپ سے پہلے شائع ہو چکی تھی۔ اب ہمارے مخالفین کو جو ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ احمدی قرآن شریف کے غلط معنی کرتے ہیں۔ سوچنا چاہیئے کہ اگر ہم غلطی پر ہیں تو پھر کیا وجہ کہ واقعات ہمارے معنوں کی تصدیق کرتے ہیں اور یاجوج ماجوج کے متعلق ہمارے مخالفوں کی کہانی کا دنیا میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ذرا اس تفسیر کو پڑھکر جنگ یورپ کی طرف نظر کرو۔ کس طرح دنیا میں ایک بگل بجایا گیا اور قومیں اکٹھی ہو کر آپس میں لڑیں اور آگ برسائی گئی ؎

—— :۰:(۲):۰: ——

حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَاجُوجُ وَمَاجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (انبیاء) "من کل حدب ینسلون۔ یعنی ہر ایک فوقیت ارضی انکو حاصل ہو جائیگی اور ہر ایک قوم پر وہ فتحیاب ہو جائینگے دوسرے اس نشانی کی طرف اشارہ کیا کہ وہ آگ کے کاموں میں ماہر ہونگے یعنی آگ کے ذریعہ سے انکی لڑائیاں ہونگی اور آگ کے ذریعہ سے ان کے انجن چلینگے اور آگ سے کام لینے میں وہ بڑی مہارت رکھینگے.... کیونکہ اجیج آگ کے شعلہ کو کہتے ہیں" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۰۸) "وہ علامتیں جو مقرر کی ہیں صرف یورپ کی سلطنتوں پر ہی صادق آتی ہیں جیسا کہ یہ لکھا ہے کہ وہ ہر ایک بلندی پر سے دوڑینگے یعنی سب طاقتوں پر غالب ہو جائینگے اور ہر ایک پہلو سے دنیا کا عروج انکو ملجائیگا اور حدیثوں میں یہ بھی بیان فرمایا گیا کہ کسی سلطنت کو ان کے ساتھ تاب مقابلہ نہیں ہوگی" (چشمۂ معرفت صفحہ ۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا یدان لاحد بقتالھم (ابن ماجہ) یعنی ان کے ساتھ لڑنیکی کسی کو طاقت نہ ہوگی۔ وھم من کل حدب ینسلون ولا یمنعھم بحر ولا جبل من الجبال ویخر الملوک امامھم خائفین ولا تبقی لاحد ید المقاومۃ... من دخل فی ھاتین الجھادتین ولو کان لہٗ مملکۃ عظمی یطحن بما یطحن الحب فی الرحی.... ولا یسمع دعاء ولا یصل الی العرش بکاء ویصیب المسلمین مصیبۃ تاکل اموالھم واقبالھم واعراضھم وتھتک استار ملوک الاسلام ویظھر علی الناس انھم کانوا مورد غضب اللہ من العصیان والاجرام وینزع منھم رعبھم واقبالھم وشوکتھم وجلالھم بما کانوا لا یتقون (حاشیہ متعلقہ بالخطبۃ الالہامیۃ) یعنی انکو نہ سمندر روک سکینگے نہ پہاڑ۔ بادشاہ انکے سامنے ڈر کر گر پڑینگے اور کسی میں مقابلہ کی تاب نہ رہیگی جو شخص انکا مقابلہ کریگا اگرچہ سلطنت عظیم کا وہ مالک ہو پھر بھی چکی کے دانہ کی طرح پیسا جائیگا اہل اسلام اور ان کے بادشاہوں پر ایسی مصیبت پڑیگی جو اُن کے اموال۔ اقبال۔ اعراض سب کو تباہ کر دیگی۔ انکی دعاء و بکاء میں بھی کچھ اثر نہ ہوگا تب لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ اس زمانہ کے مدعیان اسلام اپنے جرائم اور عصیان کی وجہ سے مورد غضب الٰہی ہیں اور ان سے رعب و اقبال۔ شوکت و جلال بسبب چھوڑنے تقوٰی کے سب کچھ چھینا جائیگا ؎

دیکھیے من کل حدب ینسلون کا مطلب جو حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا آج کیونکر پورا ہوا۔ اس سے بڑھکر قرآن شریف کی اور کیا اچھی تفسیر ہو غیر احمدی بتائیں جو معنی انکے علماء کرتے ہیں انکی سچائی کا کیا ثبوت ہے۔ ایک روایت میں انکا حلیہ بھی بتایا گیا۔ حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۹ میں ہے۔ صھب الشعر من کل حدب ینسلون۔ یعنی ہر بلندی سے گذرنیوالی قوموں کا حلیہ یہ ہے کہ انکے بالوں میں سرخی اور سفیدی ملی ہوئی ہوگی۔ یہ جو فرمایا۔ فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا۔ یعنی کفار کی آنکھیں اوپر چڑھی ہوئی ہونگی اسمیں ہوائی جہازوں کی پیشگوئی تھی کہ اسوقت ایسی جنگ ہوگی جس میں اوپر کی طرف سے حملے ہونگے اور لوگ سارے خوف کے اوپر کو دیکھیں گے ؎

———— :(۳۳): ————

ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون۔ انما یؤخرھم لیوم تشخص فیہ الابصار مھطعین مقنعی رءوسھم (ابراہیم ع ۷) اسجگہ بھی ہوائی جہازوں کی پیشگوئی فرمائی۔ الظالمون سے مراد مشرکین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الشرک لظلم عظیم کہ شرک بڑا ظلم ہے۔ تشخص فیہ الابصار۔ آنکھیں اوپر چڑھی ہوئی ہونگی۔ مھطعین دوڑتے ہونگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے سروں کو اوپر اُٹھائے ہوئے۔ اِسی رکوع میں ان قوموں کی نسبت فرمایا۔ وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال۔ سورہ مریم میں یہا ہے وتخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدا" اسقدر حد سے زیادہ عیسائیت کی دعوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں غلو کیا گیا کہ قریب ہے کہ وہ راستباز جو اخلاص کی وجہ سے آسمانی کہلاتے ہیں گمراہ ہو جائیں اور زمین پھٹ جائے یعنی تمام زمینی آدمی بگڑ جائیں اور وہ ثابت قدم لوگ جو جبال راسخہ کے مشابہ ہیں گر جائیں" (تحفہ گولڑویہ صد ۱۱۳)

اب آیت کے ظاہری معنی بھی پورے ہو چکے آسمان سے بم گرائے گئے زمین خندقوں سے چیری گئی بڑی بڑی اتوا پنے پہاڑوں کو اُڑا دیا۔ تفسیر محمدی میں بحوالہ تفسیر معالم حضرت علیؓ سے ایک روایت۔ تزول منہ الجبال کے متعلق اس طرح درج ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے وقت نمرود نے گدھ کے چار بچے منگا کر انکو گوشت کھلانا شروع کیا جب وہ جوان ہوئے تو ایک مجلا کی شکل کا جہاز بنایا جسکے چاروں کونوں میں ان چاروں کو باندھ کر چار اونچی لکڑیوں کے سروں پر گوشت لٹکا دیا نمرود اپنے اس جہاز میں بیٹھ کر آسمان کی طرف اڑا۔ گدھ گوشت کی طمع میں اوپر کو پرواز کرتے جب بہت بلندی پر پہنچ چکا تو سخت آندھی آگئی گوشت والی لکڑیوں کے سرے نیچے کر دیئے۔ نیچے آتے وقت جو آواز پیدا ہوئی پہاڑوں نے سُنکر سمجھا کہ بس اب قیامت آگئی۔ یہاں پنجابی شعر میں اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ؎

تاں سخت گھوکاٹ تو کاٹ پہاڑاں سنیاں تد اسمانوں ۔۔ ڈہے پہاڑ جو ہوئی قیامت لگے ٹلن مکانوں

میں کہتا ہوں جب چار پرندوں کے نیچے اُترنے کی آواز کو سُنکر پہاڑوں نے سمجھا کہ قیامت آگئی تو کیا اب ان توپوں کی دہشتناک آواز اور تباہ کن گولوں سے تزول منہ الجبال کی پیشگوئی کے پورا ہونے میں کچھ شبہ رہ گیا۔ سورہ ابراہیمؑ قرآن شریف کی چودھویں سورۃ ہے جس کے ساتویں رکوع میں یہ پیشگوئی درج ہے اور ابراہیمؑ کے حروف بھی سات ہیں جس میں یہ اشارہ ہے کہ دنیا کے ساتویں ہزار اور چودھویں صدی ہجری میں اس اُمت سے ایک ابراہیمؑ ظاہر ہوگا اور اسکے مخالف نمرود کو وہ طاقت حاصل ہوگی کہ اپنی مذہبی اشاعت سے دینی اور جنگی تدابیر سے دنیوی پہاڑوں کو ہلا دیگا لتزول منہ الجبال کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام۔ یوم تبدل الارض غیر الارض وبرزوا للہ الواحد القھار۔ جس بات کو میں بیان کر رہا ہوں اسکے ساتھ بعد کی آیات کو یہ ربط ہے کہ اُسوقت اس ابراہیمؑ (مسیح موعودؑ) کی نسبت جو وعدہ الٰہی ہے وہ پورا ہوگا۔ انشاء اللہ اس اُمت کے ابراہیمؑ کے طفیل پہلے نبیوں کا بدلہ لیگا پہلے آدم پر تو شیطان غالب آیا لیکن اس آدم کے مقابلہ میں مغلوب ہوگا پہلے ابراہیمؑ کو لوگوں نے آگ میں ڈالا لیکن یہ ابراہیمؑ لوگوں کو آگ میں ڈالیگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے مسیح کو صلیب نے زخم پہنچائے لیکن یہ صلیب کو توڑیگا۔ اس ابراہیمؑ کی تعلیم سے زمین بدل جائے گی۔ شرک کی زمین میں توحید پھیلے گی دنیا میں طرح طرح کے عذاب نمودار ہونگے خصوصاً آگ (جنگ) کا عذاب جس میں بڑی بڑی سلطنتیں مبتلا ہونگی (و تغشٰہم وجوههم النار) تب ان لوگوں کو معلوم ہو جائیگا۔ انما هو الله واحد۔ کہ خدا ایک ہے۔ سورہ بقرہ کے ۳۵ رکوع میں جو حضرت ابراہیمؑ اور ایک صد سالہ مردہ کے زندہ ہونیکا قصہ بیان ہوا اس میں بھی بموجب حکم لکل اٰیة منها ظهر و بطن کے اس ابراہیمؑ اور اسکے زمانہ کی پیشگوئی ہے (۱) عیسائی مذہب حکومت اور سلطنت کے گھمنڈ میں جب انا اُحی (و امیت) کا مدعی ہوگا تو اسوقت اُمت محمدیہ کا ابراہیمؑ اِس حجت کے ساتھ اسپر غلبہ حاصل کریگا کہ تمہارا آفتاب (مسیح) غروب (فوت) ہو چکا ہے اب خدا نے مشرق سے ہدایت کا سورج نکالا یعنی مسلمانوں سے ہی میں مسیح موعود ہو کر آیا۔ اگر تم میں طاقت ہے تو مغربی دنیا سے کسی کو میرے مقابلہ میں لاؤ عیسائی مذہب کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا (۲) مسلمانوں میں دنیا کی حرص یہانتک بڑھی ہوئی ہوگی کہ ہر ایک ان میں سے دنیا کے اس ویرانہ میں آکر (باوجود اسکے کہ دین کا گھر انکے سامنے ویران پڑا ہوگا) یہی چاہیگا کہ میرا یہ دنیا کا کام جو ناتمام پڑا ہے کب پورا ہوگا۔ اسی فکر اور غفلت میں سو برس یعنی عمر گذر جائیگی پر ایک وقت آئیگا کہ ان مُردوں کو زندہ کرنیکے لئے خدا تعالیٰ اپنے مسیح کو مبعوث فرمائیگا جو خدا تعالیٰ سے وحی پاکر انکو سمجھائیگا کہ او غافلو دنیا کی محبت میں سو برس کی عمر بھی تم کو ایک دن معلوم ہوتی ہے اسقدر عمر گذر گئی لیکن تمہاری حرص کا یہ حال کہ ابھی کھانے پینے کی خواہش پرانی نہیں ہوئی ہر روز تازہ ہے ذرا اپنے حمارِ نفس کی طرف غور کرو قلیل لوگ جو اسلام کی اُجڑی ہوئی بستی کو دیکھ کر کہتے ہونگے یہ بھی کبھی تو آباد ہوگی۔ مسیح موعودؑ ان کو آکر بشارت دیگا کہ جس خدا نے ہر صدی کے بعد مجدد بھیجکر اسلام کی حفاظت فرمائی اس نے تیرھویں صدی کے روحانی قحط میں (جس نے اسکو بالکل اجاڑ دیا اور مسلمانوں سے بعض نے اسکو الوداع کہکر عیسائی نوآبادیوں میں جا ڈیرے لگائے ہیں) مجھے وہ طعام و شراب دیکر بھیجا جو باسی نہیں بلکہ تر و تازہ ہے یعنی تازہ نشانات سے اسلام کی سچائی ظاہر ہوگی تم کو اپنے بے عمل علماء کی طرف تحقیق کی نظر سے دیکھنا چاہیئے یعنی اسلام تو زندہ مذہب ہے اور اس کا کھانا تازہ لیکن انہوں نے اپنی کہانیوں سے اسکی تازگی کو کھو دیا۔ سنو خدا تعالیٰ تم کو دوسری قوموں کیلئے نشان بنانا چاہتا ہے دیکھنا اب ان ہڈیوں پر کس طرح گوشت چڑھتا ہے یعنی توحید الٰہی کو چھوڑ کر غیر اللہ کے آگے ہاتھ پھیلانے کے سبب سے (جیسا کہ حدیث میں ہے کہ لوگوں سے مانگنے والے کے منہ پر گوشت نہ ہوگا) مسلمانوں کی ہڈیاں جو گوشت پوست سے خالی ہوگئیں وہ اب لا اله الا الله کی غذا سے نئے گوشت کا لباس پہنیں گی (۳) اس ابراہیمؑ کو بھی احیاء موتیٰ کا معجزہ دکھانے کے لئے چار پرند پکڑنے کا حکم ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ انکو اپنی طرف بلا یعنی ایشیا۔ افریقہ۔ یورپ۔ امریکہ میں بذریعہ اشتہارات اسلام کی منادی کر۔ اور پھر ان پرندوں سے ہر پہاڑ پر ٹکڑے رکھ یعنی جنگ کی پیشگوئی بھی سنا دے کہ ہر سلطنت میں خونریزی ہوگی ؎

خون سے مُردوں کے کوہستان کے آبِ رواں ٭ سُرخ ہو جائینگے جیسے ہو شرابِ انجبار

اسکے بعد تمہاری دعوت کا یہ اثر ہوگا کہ ہر ملک کے لوگ اسلام میں داخل ہونے شروع ہو جائینگے۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ وہ چار پرند حسب ذیل تھے۔ مور۔ مُرغ (عجم۔ عرب) کوّا (افریقہ) کبوتر (یورپ۔ امریکہ)۔ عدد ۳۵ کا اس ابراہیم کے ساتھ یہ تعلق تھا کہ ۱۳۲۵ھ ہجری سے حضرت مفتی صاحب کے طفیل یورپ۔ امریکہ کے سفید پرندے مسٹر سپیرو وغیرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں ٭

(۴)

اِنطَلِقُوا اِلٰی ظِلٍّ ذِی ثَلٰثِ شُعَبٍ۔ لَا ظَلِیْلٍ وَلَا یُغْنِی مِنَ اللَّھَبِ اِنَّھَا تَرْمِی بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ۔ کَاَنَّہٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ۔ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ (مرسلات) چلو اس دھوئیں کے سائبان کی طرف جسکی تین شاخیں ہیں نہ اس میں ٹھنڈک ہے اور نہ اس میں گرمی سے بچاؤ ہے اس دھوئیں کے سائبان میں سے انگارے پڑے برس رہے ہیں ایسے بڑے جیسے محل گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے۔

یہاں ثلٰث ذی شعب میں تثلیث کی طرف اشارہ ہے جو ان قوموں کا عقیدہ ہے۔ جمالات۔ اونٹوں سے مراد ہوائی جہاز صفر۔ گندھک کے سبب سے زرد فرمایا۔ دنیا میں معتقدان تثلیث کے طفیل یورپ میں جو اسوقت انگارے برسائے گئے اس نے قیامت کے عذاب کا نظارہ دکھا دیا۔ مسیح موعودؑ کے مکذبین پر افسوس جو اپنے مالک میں انطلقوا کی آواز کو سُنکر اور تین شاخوں والے ظل کی طرف لوگوں کو جاتے دیکھ کر بھی تکذیب سے باز نہ آئے۔ (کرم داد دوالمیال)

عیسائیوں کی سرگرمی

۱۸۹۰ء میں صرف رومن کیتھلک فرقے نے پینتیس لاکھ روپیہ عیسائیت کی تبلیغ میں ایک ملک ہندوستان میں خرچ کیا۔ اس سال ۹۰۰۳ رومن واعظ اور ۱۹۰۴۳ عورتیں غیر ممالک میں تبلیغ کو گئیں۔ ۱۸۹۵ء میں ۱۴ لاکھ لوگ ایشیا اور افریقہ میں عیسائی ہوئے۔ ۱۹۰۱ء میں چرچ انگلستان نے غیر عیسائی ممالک میں بائیبل کے وعظ کیلئے ایک کروڑ پچیس لاکھ کے قریب روپیہ خرچ کیا۔ اب ۱۴ ہزار سے بہت زیادہ مشنری ان ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ ۱۸۹۵ء چین میں ۲۰۰۰ رومن گرجے اور ۲۵۰۰ مشن سکول تھے۔ پروٹسٹنٹ لوگوں کی ۳۰ سوسائٹیاں اسوقت چین میں کام کر رہی ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں صرف ایک سوسائٹی نے ۱۵ لاکھ انجیل شائع کیں۔ اب تک چین میں ۳۳ لاکھ سے اوپر کاپیاں انجیل کی تقسیم ہو چکی ہیں ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نامی دشمنان اہلبیت شیعیان اہلبیت تھے

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم ٭ کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

تشیع ابن ملجم مرادی قاتل جناب علی علیہ السلام:۔

فاضل جمال الدین محدث جسکو علامہ شوستری نے مجالس المومنین میں زمرہ علمائے مورخین شیعہ میں شمار فرمایا ہے۔ ابن ملجم کی نسبت مورخین کے اقوال قلمبند کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

۱۔ واقعہ نہروان (جنگ خوارج) کے بعد جناب علی علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق محمد بن ابی بکر رضؓ گورنر مصر نے بیس نفر بہادران مصری کوفہ میں روانہ کیئے منجملہ ایک ابن ملجم تھا۔

"محمد بموجب فرمودہ بست نفر از شجعان مصر بکوفہ ارسال داشت یکے از انجملہ ابن ملجم بود"۔

(روضۃ الاحباب قلمی بہار لائبریری کلکتہ صفحہ ۲۸۹)

ب۔ کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ جب جناب علی علیہ السلام فتح نہروان کے بعد کوفہ کی جانب روانہ ہونے کو تھے تو ابن ملجم نے حاضر خدمت ہو کر اجازت مانگی کہ مجھ کو پہلے سے روانہ فرما دیں تا کہ لوگوں کو فتح و نصرت کا مژدہ سُنا دوں۔ بارگاہ امامت سے اجازت لیکر وہ کوفہ میں پہنچا اور محلات شہر کے گرد چکر لگاتا اور پکار پکار کر فتح کی خبر سناتا۔ ابن ملجم رخصت طلبید کہ پیشتر بداں بلدہ شتابد و مژدہ فتح و نصرت بمردم رساند از موقف امامت و ولایت اجازت یافتہ گرد محلات مے گشت و باواز بلند خبر ظفر مے گفت الخ

روضۃ الاحباب قلمی صفحہ ۲۸۹

ایک اور شیعہ فاضل جنہوں نے ابن ملجم کے حالات کو شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے اپنی کتاب مستطاب میں لکھتے ہیں کہ

ا۔ کہ جناب علی علیہ السلام نے حاکم یمن کو لکھا تھا کہ دس آدمی جو دانا اور فرزانہ اور عقل و شجاعت میں یگانہ و مشہور کار اور دیندار بھی ہوں ہمارے لئے بھیجدو۔ حاکم نے خاص طور پر جلسہ کیا اور جناب علی علیہ السلام کی کمال فضیلت بیان کر کے لوگوں سے بیعت لی اور بعد بیعت دس آدمی اُن میں سے چن لئے کہ انہیں سے ایک ابن ملجم مرادی تھا جب یہ لوگ آنحضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انکو مرحبا فرمایا۔ سب سے آگے ابن ملجم حاضر ہوا اور آنجناب کے فضائل و مناقب نہایت فصیح و بلیغ عبارات دلپذیر میں بیان کیئے۔ جناب مرتضوی نے انہیں سے ہر ایک کو خلعت فاخرہ مع ایک ایک اسپ عربی کے عطا فرمائے جب رخصت ہونے کو تھے تو ابن ملجم نے ذیل کے چند اشعار بھی آنجناب کی توصیف میں عرض کیئے جنہیں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو شعر یہ ہیں :-

لِلّٰہِ خَصَّکَ یا وصیّ محمّدٍ ٭ وَحَبَاکَ فضلاً فی الکتاب المنزل
وَحَبَاکَ بالزّھراء بنت محمّدٍ ٭ حُوریّۃٍ بنت النّبیّ المرسل

"از حضرت جدا نمی‌شد نہ شب نہ روز و دائماً در خدمت گذاری و جان سپاری مشغول بود و آنجناب نیز بکمال محبت و اکرام با و میمود ند و او را بہ منزل خود مے طلبید ند"

۲ - جناب علی علیہ السلام نے ابن ملجم کے باقی رفقاء کو واپس یمن میں روانہ فرما دیا تھا - اور ابن ملجم کوفہ میں ہی مقیم رہا - یہاں تک کہ واقعہ نہروان پیش آگیا - اور ابن ملجم آنحضرتؑ کے ہمراہ میدان جنگ کو گیا - اور خوب نبرد آزمائی کی - اور پھر جب کوفہ کو واپس ہونے لگے - تو جناب نے اسکو پہلے سے رخصت فرما دیا کہ فتح کی خوشخبری لوگوں کو سنائے - اور حضرتؑ نے اسکو دو گھوڑے دو تلواریں دو نیزے دو عمامے اور چادر و بُرد عطا فرما کر رخصت کیا - جب کوفہ میں داخل ہوا تو کوچوں اور محلّوں میں گشت لگا - اور چلا چلا کر فتح مرتضویؑ کی خبر اور مبارکباد دیتا -

ابن ملجم ہمراہ آنحضرتؑ بیرون رفت و جنگ خوبے کرد در رکاب آنحضرت چوں بہ کوفہ برگشت ابن ملجم را مرخص نمود کہ خبر فتح را پیشتر ببرد و حضرت دو اسپ و دو شمشیر و دو نیزہ و دو عمامہ و بُرد و ردائے باو شفقت فرمود الخ کتاب ریاض الشہدا مطبوعہ ایران جلد اوّل صفحہ ۳۰۵

امام حسن علیہ السلام کے دشمنان جان و مال کی تحقیق :-

جب امام حسن علیہ السلام کو اپنے شیعوں کی بزدلی کا یقین کامل ہوگیا - اور معاویہ سے صلح فرمانے پر مجبور ہوگئے تو شیعہ اُن سے سخت برہم و مایوس ہوگئے - بعض جوش ہوا خواہی میں برطرف ہوگئے - اور گستاخانہ خطاب ہائے ناصواب سے اپنے امام ہمام کو مخاطب کیا - بعض برافروختہ ہو کر تیغ و سنان سے حملہ آور ہوئے - اور مال و متاع امامؑ پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے نہ چوکے - ایسے ہی نادان دوستوں کی شکائیت امام حسن علیہ السلام نے اپنے متعدد خطبات میں فرمائی ہے - چنانچہ ایک خطبہ میں ارشاد ہوتا ہے :-

"بخدا سوگند اس جماعت سے میرے لئے معاویہ بہتر ہے - یہ لوگ دعوی کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں اور میرا ارادہ قتل کیا - میرا مال لوٹ لیا - بخدا سوگند اگر معاویہ سے میں عہد لوں اور خون فقط کروں اور اپنے اہل و عیال میں ایمن ہوجاؤں اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں اور میرے اہل و عیال و عزیز و اقارب ضائع ہوجائیں - بخدا سوگند اگر میں معاویہ سے جنگ کروں یہی لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کے معاویہ کو دیدیں" الخ

کتاب احتجاج طبرسی [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیس بن سعد بن عبادۃ انصاری۔

انکی نسبت قاضی نور اللہ صاحب شوستری فرماتے ہیں:۔ "در مجاہدہ ارباب کفر و عناد از روئے اخلاص وداد مے کوشید۔ و چوں حضرت امیر المومنین حسنؑ تفویض خلافت بہ معویہ فرمود قیس ازیں معنی آزردہ شدہ از روئے جانسوزی سخنان گستاخانہ گفت و از معسکر آنحضرتؑ بیروں رفت" مجالس المومنین مجلس سیوم مطبوعہ ایران صفحہ ۱۰۳

تشیع زیاد۔ زیاد جس کا بیٹا عبید اللہ بن زیاد بد نہاد یزید کی طرف سے شیعیان کوفہ کی سرکوبی اور امام حسین علیہ السلام کو قبل ورود کوفہ زندہ گرفتار کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر آخر کمال رعونت سے قتل امام ہمام مظلوم علیہ السلام کا مرتکب ہوا۔ جناب علی علیہ السلام کی طرف سے بصرہ کا گورنر اور شیعیان جناب حیدر صفدر میں سے تھا لیکن آخر امیر معاویہ کی سیاسی ریشہ دوانیوں کا شکار ہوگیا۔ اور بذاتِ خود اور اس کی اولاد بدترین دشمن اہلبیت ثابت ہوئی۔

"در شمار عمال آنحضرتؑ (علی علیہ السلام) بود" ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم مطبوعہ ایران صفحہ ۴۳

خود زیاد کی زبانی مروی ہے کہ معاویہؓ کا مراسلہ پڑھکر اس نے حسرت ناک لہجہ میں کہا و گفت "وائے برمن از چہ برآمدم و بچہ در آمدم شیعہ آل محمدؐ بودم شیعہ آل شیطان شدم و داخل شدم در لشکر او" ناسخ التواریخ صفحہ ۴۲

قاتلانِ امام حسین علیہ السلام کی تصدیق:۔

اوّل خود امام حسین علیہ السلام کی زبان مبارک سے قَدْ خَذَلَنَا شِیْعَتُنَا (ناسخ التواریخ صفحہ ۱۶۳) ارشاد ہوا۔ "یعنی ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ہے" (جلاء العیون اردو صفحہ ۴۵۲)

دوسری شہادت امام زین العابدین علیہ السلام کی سنئے گا۔ آپ اُن رقیق القلب کوفیوں کو جو اسیران اہلبیت کو کوفہ کے بازار سے گذرتے دیکھ کر گریہ و زاری کر رہے تھے۔ مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

ہاں اے مردم برما مے گریند و برما نوحہ مے کنند پس کشندہ ما کیست؟ مارا کہ کشت و کہ اسیر کرد؟

ناسخ التواریخ صفحہ ۲۴۳ یعنی اے لوگو! کیا ہمارے ہی حال زار پر رو رہے ہو؟ اور ہمارا ہی نوحہ کرتے ہو۔ پس بتلاؤ کہ (بغیر تمہارے) ہمارا قاتل اور کون ہے ہم کو مارا کس نے ہے اور قیدی کس نے بنایا؟

تیسری شہادت کیلئے واقعات مابعد شہادت میں سے ایک حوالہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جس سے خود شیعہ صاحبان کا اعتراف اور توبہ اس ارتکاب عظیم کے متعلق ثابت ہو سکے۔ علامہ شوستری سلیمان ابن صرد الخزاعی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے خروج برخلاف بنی امیہ کی علت میں فرماتے ہیں:۔

منشاء خروج بر بنی امیہ آں بود کہ طائفہ کہ از کوفیاں با مسلم بن عقیل عہد و بیعت کردہ بودند و نقض عہد کردہ امام حسینؑ را نصرت نہ نمودند تا با اہل بیت و اصحاب خود بدرجہ شہادت رسید بعد از چندگاہ متنبہ شدہ انگشت حیرت بدنداں گرفتہ بخود نفریں کردند کہ خسران دنیا و آخرت نصیب باشد کہ بعد از آنکہ امیر المومنین حسینؑ را طلب داشتیم تیغ در روئے او کشیدیم تا از بیوفائی ما رسید آنچہ رسید و رؤسائے ایں جماعت پنج نفر بودند۔ سلیمان بن صرد الخزاعی ومسیبؒ بن نجبہ الفزازی وعبد اللہؒ بن سعد الازدی وعبد اللہؒ بن وال التیمی ورفاعہؒ بن شداد وایں پنج از معارف اصحاب امیر المومنین بودند و چوں عزیمت ایشان بطلب خون امام حسین علیہ السلام تصمیم یافت جمع کثیر در سرائے سلیمان بن صرد جمع آمدند و مسیب بن نجبہ کہ مصحوب عمر سعد بکربلا رفتہ بود آغاز سخن کردہ گفتند خدائے تعالیٰ ما را بطول عمر مبتلا گردانید تا در انواع فتنہ ہا افتادیم و باموں ناشائستہ متہم گشتیم۔ اکنوں از اعمال سیئہ نادم گشتہ میخواہیم کہ دست در دامن توبہ و انابت زنیم شاید کہ خداوند عزّ و علا توبہ ما قبول کردہ برما رحمت کند و ہر کس از اں جماعت کہ بکربلا رفتہ بودند عذرے مے گفتند۔ سلیمان بن صرد گفت ہیچ چارہ نہ میدانیم جز آنکہ خود را در عرضہ تیغ آوریم چنانچہ بعدے از بنی اسرائیل تیغ بر روئے یکدیگر نہادند۔ قَالَ اللّٰہُ اِنَّکُمۡ ظَلَمۡتُمۡ بِاتِّخَاذِکُمُ الۡعِجۡلَ فَتُوۡبُوۡۤا اِلٰی بَارِئِکُمۡ فَاقۡتُلُوۡۤا و مجموع شیعہ بزانوے استغفار در آمدہ گفتند مصلحت آنست کہ شمشیر ہا از نیام بیروں کردہ و سناں ہا بر سناں راست کنیم و جہاں را از لوث دشمنان آل محمد صلوات علیہ و آلہ پاک گردانیم و ہمہ برایں معنی یک جہت گشتند کہ قاتلان امیر المومنین حسین علیہ السلام را و ہر کہ در قتل او سعی نمودہ و آنکس کہ ایں معنی پسندیدہ او را ہمہ را بکشند تا توبہ ایشاں درجہ قبول یابد و چوں ہم برایں وجہ قرار یافت گفتند ما را امیرے باید کہ ہیچ کس از امر او تجاوز جائز نہ دارد آنگاہ اتفاق نمودہ بامارت سلیمان بن صرد رضا دادند و او را بامیر التوابین ملقب ساختند و با یکدیگر مقرر نمودند کہ بعد از فتح علی بن الحسین علیہما السلام را بر سریر خلافت نشانند الخ مجالس المومنین صفحہ ۳۵۵ ترجمہ سلیمان بن صرد الخزاعی۔

ترجمہ۔ بنی امیہ پر سلیمان بن صرد کے خروج کرنے کا مدعا یہ تھا کہ جن کوفیوں نے مسلم بن عقیل سے اقرار اور بیعت کی تھی۔ اور عہد شکنی کر کے امام حسین علیہ السلام کی نصرت نہ کی تھی۔ یہاں تک کہ آپ مع اپنے اہلبیت و اصحاب کے شہید ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد جو انکو ہوش آیا۔ متحیر ہو کر اپنے آپ پر لعنت کرنے لگے۔ کہ دنیا و آخرت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خسارہ ہمارے حصہ میں آیا کہ امیر المومنین حسین علیہ السلام کو طلب کیا اور پھر اُن کے مقاتلہ کے لئے آمادہ ہو گئے یہاں تک کہ ہماری بیوفائی سے اُن پر گذری جو گذری۔ اور اس جماعت کے سردار پانچ آدمی تھے۔ اول سلیمان بن صرد الخزاعی دوم مسیب بن نجبۃ الفزاری سوم عبداللہ بن سعد الازدی چہارم عبداللہ بن وال التمیمی۔ پنجم رفاعہ بن شداد اور یہ پانچوں جناب علی علیہ السلام کے بڑے مشہور اصحاب میں سے تھے۔ اور جب امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے پر اُن کا ارادہ پختہ ہو گیا۔ تو بہت سے لوگ سلیمان بن صرد کے ہاں اکٹھے ہوئے۔ اور مسیب بن نجبہ نے جو عمر بن سعد کے ہمرکاب کربلا میں گیا تھا۔ یوں تقریر شروع کی۔ کہ خدا نے ہم کو لمبی عمر دیکر ابتلا میں ڈالدیا۔ کہ قسم قسم کے فتنوں میں مبتلا ہو گئے اور نالائق کاموں کے مرتکب ہوئے۔ اب اپنی بُری کرتوتوں سے شرمندہ ہو کر چاہتے ہیں کہ توبہ اور رجوع کے دامن کو مضبوط پکڑیں شائد خداوند کریم ہماری توبہ کو قبول کرکے ہم پر رحم کردے اور اس جماعت سے جو جو آدمی بھی کربلا گیا تھا معافی مانگتا تھا۔ سلیمان بن صرد نے کہا ہم اب اور کوئی چارہ نہیں دیکھتے سوائے اس کے کہ اپنی گردنیں تلوار کے آگے رکھدیں۔ جیسے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک فریق نے تلوار سے ایک دوسرے کا کام تمام کر دیا۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ تم نے ظلم کیا۔ کہ بچھڑے کو (معبود) پکڑ لیا۔ پس اپنے خالق کے آگے توبہ کرو اور قتل کرو۔ اور سب شیعہ توبہ تائب ہو کر کہنے لگے مصلحت یہی ہے کہ تلواریں نیام سے نکال اور نیزوں کو تان کر جہان کو دشمنان آل محمدؐ کے گند سے پاک کریں اور سب اس امر پر متفق ہو گئے کہ امیر المومنین امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو اور جس نے اُن کے قتل میں کوشش کی اور جس کسی کو یہ امر گوارا ہوا سب کو قتل کردیں۔ تاکہ انکی توبہ قبول ہو۔ اور جب یہ قرارداد پختہ ہو گئی۔ تو کہنے لگے کہ ہمارا کوئی امیر ہونا چاہیئے جس کے حکم سے کوئی شخص باہر نہ جاسکے۔ اس پر سب سلیمان بن صرد کی امارت پر بالاتفاق راضی ہوئے۔ اور انکو امیر التوابین (توبہ کرنے والوں کے امیر سے) ملقب کیا۔ اور آپسمیں یہ صلاح ٹھہرائی کہ فتح ہونے پر جناب علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین علیہ السلام کو مسند خلافت پر بٹھائینگے ؂

شمر بن ذی الجوشن۔ اس کا شیعہ ہونا بہ تفصیل تام رسالہ تشحیذ ماہ ستمبر ۱۹۲۱ء میں ہدیہ ناظرین ہو چکا ہے۔ اس مضمون میں ملاحظہ کیا جائے۔

عمر بن سعد۔ جو ابن زیاد کی طرف سے افواج پر کمان کرتا تھا۔ اہلبیت کرام کا قریبی اور شیعہ تھا۔ چنانچہ مسلمؑ نے اپنی بیکسانہ شہادت سے پہلے اسکو ہی اپنا وصی بنایا اور ارشاد فرمایا تھا۔

"موافق اس قرابت کے جو مجھ میں اور تجھ میں ہے میری وصیت قبول کر" جلاء العیون صفحہ ۲۴۲

عمر بن سعد نے عبید اللہ بن زیاد کی خوشامد کی وجہ سے کلام حضرت مسلم کا نہ سنا ابن زیاد نے کہا اے عمر بن سعد مسلم تجھ سے رابطہ قرابت رکھتے ہیں انکی وصیت سے کیوں انکار کرتے ہو یہ اجازت پا کر عمر بن سعد مسلم کا ہاتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پکڑ کر گوشۂ قصر میں لے گیا۔ مسلم نے فرمایا میری وصیت اوّل یہ ہے کہ اس شہر میں سات سو درہم کا قرضدار ہوں لازم ہے کہ میری شمشیر و زرہ فروخت کر کے میرا قرض ادا کر دینا۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ جب مجھے قتل کریں ابن زیاد سے اجازت لیکر مجھے دفن کر دینا۔ تیسری وصیت یہ ہے کہ امام حسینؑ کو اس مضمون کا خط لکھ کہ کوفیوں نے مجھ سے بیوفائی کی۔ اور آپکے پسر عم کی نصرت و یاوری نہ کی اُن کے وعدوں پر اعتماد نہیں ہے آپ اس طرف نہ آئیں۔ الخ جلاء العیون صفحہ ۴۴۳۔ فانهم اصحاب ابيك الذى يتمنى فراقهم بالموت او القتل ان اهل الكوفة كذبوك وليس لكذوب راى۔ ناسخ التواریخ جلد ششم کتاب دوم صفحہ ۱۴۹۔

درحقیقت آپکے والد بزرگوار کے یہ وہی شیعہ ہیں جن سے وہ موت یا قتل سے جدائی مانگتے تھے اہل کوفہ نے آپ کی تکذیب کی ہے۔ اور جھوٹوں کی صلاح و مشورہ پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔

سلیمان بن صرد الخزاعی کے دولت سرا میں جن شیعوں نے بالاتفاق اپنے نام و نشان جتلا جتلا کر امام حسین علیہ السلام کو کوفہ میں آنے کے لئے مکہ معظمہ میں خطوط لکھے تھے۔ ان میں ایک عمر بن سعد بھی تھا۔ دیکھو کتاب ریاض الشہادۃ حاجی محمد حسن القزوینی مطبوعہ ایران جلد ۳ (نوٹ) یہ کتاب پارسال کوہ کسولی میں ایک دوکاندار حاجی کربلائی کے پاس دیکھی۔

محمد بن اشعث۔ بقول کلینی یہ شخص بھی امام مظلوم کی خونریزی میں شریک تھا "و شرک فی دم الحسین" اسکی نسبت کتب اسمائے رجال شیعہ کی کتابوں سے معلوم ہوا کہ یہ بھی ایک زمانہ میں منجملہ اصحاب علی علیہ السلام سے تھا۔ اگرچہ مابعد میں خارجی ہو گیا۔ چنانچہ مرقوم ہے۔ اشعث بن قیس الکندی۔ ابو محمد ارتد بعد النبی فی ردة اهل یاسر تزوجه ابوبکر اخته ام فروة وكانت عوراء فولدت له محمداً كان من اصحاب على ثم صار خارجياً ملعوناً۔ منتہی المقال مطبوعہ ایران صفحہ ۶۰۔

اسی وجہ تعلق سے شاید لکھا ہے کہ مسلمؑ نے علاوہ عمر بن سعد کے محمد بن اشعث کو بھی اپنا وصی بنایا تھا چنانچہ کتاب ریاض الشہادۃ و جلاء العیون مجلسی وغیرہ کتب مقاتل میں اسکی تفصیل ملاحظہ کی جائے بطور نمونہ یہاں بھی عرض کرتا ہوں:۔

آنوقت محمد بن اشعث گفت اے بندۂ خدا امیدوارم کہ تو از عہدہ امان من برنخواہی آمد آیا تنقدر چیز در تو ہست و مے توانی کہ کسے بفرستی نزد امام حسینؑ کہ از زبان من پیغام دہد بادکہ میدانم مدہشل ایں روز با بیرون آمدہ است۔ یا فردا خواہد آمد و بگوید بار کہ پسر عقیل مرا فرستادہ نزد تو درحالتے کہ اسیر بود در دست کوفیان و چناں میدانست کہ تا شب نہ خواہد ماند و او را خواہند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشت درچناں حالے میگفت کہ برگرد از ہر جاکہ باشی فدائے تو باد پدر و مادرم باہلبیت خود و فریب کوفیاں را مخور کہ ایشاں ہماں کساں اند۔ کہ پدر تو از دست ایشاں تنگ آمدہ بود و ہمیشہ از خدا آرزوئے مرگ را مے کرد۔ کہ از دست ایشاں خلاص شود و ترا نیز تکذیب کردند ورائے ثابتے از برائے ایشاں نیست۔ ابن اشعث گفت بخدا قسم میکنم و کس میفرستم و با بن زیاد ہم میگویم کہ بتو اماں دادم۔ ریاض الشہادۃ جلد ۳ صہ ۴۳ جلاء العیون صہ ۴۲۱

یعنی اس وقت محمد ابن اشعث کو کہا کہ اے خدا کے بندے میں جانتا ہوں کہ میرے ساتھ جو امان کا وعدہ کیا ہے۔ اس کو وفا کرے گا اتنی بھلائی تجھ میں ہے اور تو کسی آدمی کو امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیج سکتا ہے کہ میری زبانی پیغام پہنچائے ان کو کہ یقین ہے کہ وہ آج اس طرف روانہ ہوآئے ہیں یا کل ہو آئیں گے۔ اور ان کی خدمت میں عرض کیے کہ عقیل کے بیٹے نے مجھ کو بھیجا ہے اس حالت میں کہ کوفیوں کے ہاتھ میں اسیر تھا۔ اور خیال تھا کہ رات تک زندہ نہ رہیگا اور اسکو ضرور قتل کر دینگے۔ ایسی حالت میں عرض کرتا تھا کہ آپ جہاں بھی ہیں وہیں سے لوٹ جائیں مع اپنے بال بچوں کے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اور کوفیوں کے دھوکے میں نہ آنا تا آخر ؛

خاکسار خادم حسین کوہ شملہ ۲ اگست ۱۹۲۲ء

خطبۂ جمعہ سے مقصود تعلیم احکام نہیں

ناظرین ریویو تعجب سے یہ عنوان پڑھینگے جو ایک مضمون مندرجہ الفقیہ (حنفیوں کے آرگن) کا خلاصہ ہے۔ خیر سے آپ لکھتے ہیں :۔

فاسعوا الی ذکر اللہ مطلق ذکر کا اطلاق قلیل وکثیر پر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ خطیب اگر صرف لا الہ الا اللہ سبحان اللہ یا الحمد للہ پر اکتفا کرے تو خطبہ کفایت کرے گا۔ اگرچہ کراہت لازم ہے اگر اس سے مقصود تعلیم و تبیین احکام شرعیہ ہوتا تو صرف سبحان اللہ سے خطبہ کفایت نہ کرتا۔ × × تو ثابت ہوا کہ خطبہ سے مقصود صرف ذکر اللہ ہے پس طریقۂ ماثورہ کو بدل کر خلاف سنّت مؤکدہ اور بدعت کا مرتکب ہونے کی ضرورت نہیں۔

یہ ہیں آجکل کے علماء۔ جو خطبۂ جمعہ کی اصل غرض وعظ و تذکیر و تبلیغ و تبیین احکام شرعیہ نہیں بننے دیتے۔ کیونکہ اس سے ان کا پول کھلتا ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا۔ کہ ذکر نام قرآن مجید کا بھی ہے اور نزول القرآن کی غرض صرف یہی نہیں کہ محض زبان سے پڑھ لیا جاوے بلکہ اسکا سمجھنا اس سے نصیحت حاصل کرنا مراد ہے اور اسی لئے خطبۂ جمعہ مشروع ہوا اور ضروری ہے کہ اسکی شرح سامعین کی زبان میں ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا حضرت مسیح موعودؑ کا الہام حجّت نہیں؟

آجکل ہمارے غیر مبایعین بھائی۔ حضرت اقدس مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعودؑ مانتے ہوئے یہ عقیدہ بھی بیان کیا کرتے ہیں۔ کہ حضور پُرنور کا الہام بذاتہٖ حجّت نہیں۔ پہلے وہ کتاب وسنّت پر پیش کیا جائے۔ اگر موافق ہے تو قابل تسلیم ورنہ نہیں۔ ان کے ایک بڑے نے یہانتک لکھدیا۔ کہ ضعیف سے ضعیف حدیث پر بھی مسیح موعودؑ کی وحی کو مقدّم نہیں کیا جائیگا گویا قول خدا۔ اس راوی کے قول جتنی وقعت بھی نہیں رکھتا۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے براہین احمدیہ کے ریویو میں اس سوال پر خوب بحث کی ہے اس کا اقتباس دیا جاتا ہے تاکہ غیر مبایعین اپنی حالت پر نظر ثانی کر سکیں *

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اولیاء غیر انبیاء کا اپنے الہامات پر بلا انتظار وحصول توافق اور دلیل کے عمل کر لینا مقام مدح میں ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ (اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۷ میں بصفحہ ۲۰۳) موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت خضر علیہ السلام کا اپنے الہامات پر بلا توقف وانتظار عمل کرنا (بیٹے بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈالدینا۔ اور چلتی کشتی کو پھاڑ دینا۔ بیگناہ لڑکے کو مار ڈالنا۔ گرتی ہوئی دیوار کو بےعوض کھڑا کر دینا) منقول ہو چکا ہے۔ اور اس کا خلاف کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی میں پایا نہیں گیا۔ یعنی کسی آیت وحدیث میں یہ نہیں آیا کہ جبتک ولی اپنے الہام کی تائید وموافقت کتاب آسمانی میں نہ پائے اس الہام پر عمل نہ کرے۔ قرآن وحدیث سے صرف یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امر خلاف کتاب وسنّت ہو اسپر عمل نہ کیا جاوے۔ پھر اس زمانہ میں ملہم کو اپنے الہام کے موافق عمل یا دعویٰ (جس کو شریعت وکتاب آسمانی منع نہ کرے) کیوں ناجائز ہے؟

اس فارق کو ہم مانتے ہیں۔ اور اس رعایت سے پہلے ہی اپنے دعاوی میں بیان کر چکے ہیں جب کہ ولی کے حق میں الہام پر یقین وعمل کرنے کیلئے یہ شرط لگا چکے ہیں کہ وہ اس الہام کا مخالف کتاب نہ ہونا دیکھ لے اور جبتک اس کا کتاب اللہ وشریعت محمدیہ کے مخالف نہ ہونا ثابت نہ ہو۔ وہ اسپر یقین وعمل کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

ولیکن اس فارق سے یہ نہیں نکلتا۔ کہ ولی امت محمدیہ اپنے الہام کا توافق بھی ضرور کتاب اللہ وشریعت سے ثابت کر لے۔ اور جبتک صریح شہادت وموافقت الہام کتاب اللہ وشریعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں نہ پاوے اس الہام پر یقین کرے۔ یہ امر نہ اس خارق کا لازمہ ہے نہ اس پر کوئی دلیل کتاب و سنت میں موجود ہے۔ بلکہ کتاب و سنت و عمل اکابر اُمت سے اسکا خلاف ثابت ہے اور بخوبی محقق ہے۔ کہ ولی کو اپنے الہامات کا توافق اور کتاب اللہ میں اسکی صریح شہادت دیکھنا ضروری نہیں ہے۔

کتاب و سنت میں وہ دلائل اس ضرورت حصول توافق کو اُٹھاتے ہیں جن سے براءۃ اصلیہ ثابت ہوتی ہے اور یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس امر سے شرع ساکت ہے اس میں ہر ایک کو (الہامی ہو خواہ عامی) آزادی و خودمختاری حاصل ہے (چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ۱ میں ان دلائل کی کافی تفصیل ہو چکی ہے جو ملاحظہ ناظرین کے لائق ہے)

عمل اکابر اُمت کتب اسلامیہ میں موجود ہے۔ پرانے اور نئے ملہمین اپنے الہامات پر عمل و یقین کرنے کے وقت توافق و صریح شہادت کتاب اللہ کو نہ دیکھتے صرف اتنا دیکھ لیتے تھے کہ یہ الہام مخالف کتاب اللہ تو نہیں ہے۔ اسکی مثال ہم سردست ایک پیش کرتے ہیں (جس کی تخریج روایت نمبر ۷ جلد ۷ میں صفحہ ۲۰۶ ہو چکی ہے۔)

مثال:۔ حضرت عمر فاروقؓ کو جب الہام ہوا تھا۔ کہ ساریہ سپہ سالار فوج بے موقع کھڑا ہوا ہے تو آپنے کسی آیت یا حدیث سے اس الہام کا توافق نہ دیکھا اور نہ کوئی آیت یا حدیث جس میں ساریہ کے بے موقع کھڑا ہونے کی پیشگوئی مروی ہو۔ ایسی موجود ہے جس سے اس الہام کا توافق ممکن ہو)۔ بلکہ اس الہام پر صرف اس نظر سے کہ وہ مخالف کتاب اللہ نہ تھا فوراً یقین کر لیا۔ اور اسی موقع الہام پر عین اثناء خطبہ جمعہ میں کہدیا "یا ساریۃ الجبل" یعنی اے ساریہ پہاڑ کو پس پشت لے۔

جو لوگ ہماری اس بات کو غلط کہیں وہ براہِ مہربانی ہم کو کسی آیت یا حدیث کی (جس میں اس واقعہ کی بطور پیشین گوئی خبر آچکی ہو۔ اور اس سے اس الہام عمری کا توافق ممکن ہو) نشان دہی کریں۔

بالجملہ حضرت خضرؑ اور والدہ حضرت موسیٰؑ کا الہام اور اولیاء اُمت محمدیہ کا الہام باوجود اس فرق کے کہ وہ دونو شریعت کسی نبی کے تابع نہ تھے۔ اور اولیاء اُمت محمدیہ شریعت محمدیہ کے تابع ہیں و لہٰذا وہ دونو اپنے الہامات کو اور دلیل پر عرض کرنے کے محتاج نہ تھے۔ اور اولیاء اُمت محمدیہ اپنے الہام کو شریعت محمدیہ پر عرض کے محتاج ہیں۔ اس حکم میں برابر ہیں کہ انپر عمل و یقین کرنے کیلئے صریح شہادت و توافق شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔

اس پر مولوی صاحب موصوف نے یہ سوال کیا کہ الہام اولیاء اُمت محمدیہ کتاب اللہ و شریعت پر عرض (پیش) کرنا اور اس کا مخالف شریعت نہ ہونا ضروری اور شرط عمل و یقین ہے۔ تو بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الہام قطعی و یقینی نہ رہا۔ کتاب اللہ پر عرض کر کے اس کا مخالف کتاب اللہ نہ ہونا ثابت ہوگا۔ تب ہی ملہم کو اس پر یقین کرنا شرعاً جائز ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حصول یقین اور امر ہے اور شرعاً اُس کا جواز اور امر۔ کتاب اللہ و شریعت پر عرض الہام سے صرف اس یقین کا جواز شرعی ثابت ہوتا ہے۔ نفس یقین تو نفس الہام سے ثابت ہوجاتا ہے۔ اس یقین کے حصول کے لئے تو اسکو کتاب اللہ پر عرض کرنا اور اسکا عدم تخالف ثابت کرنا ہرگز ضروری نہیں۔ یہ عرض و تحقیق عدم تخالف تو صرف اس یقین کو شرعاً جائز بنانے کے لئے ہے وبس۔

اس کی نظیر وہ سونے کا ٹکڑا ہے جس کو ایک شخص نے کسی کان سے پایا ہے یا وہ موتی یکتا جو دریا میں غوطہ لگانے سے اس کے ہاتھ میں آیا ہے۔ اس سونے یا موتی کے حصول کا تو اسکو کامل یقین ہوتا ہے جسمیں وہ کسی ثبوت و شہادت کا طالب نہیں رہتا۔ معہذا وہ اس سرزمین کے بادشاہ سے سونا یا موتی دکھا کر پوچھتا ہے کہ اسے کام میں لانے کی آپ مجھے اجازت دیتے ہیں اور میں اس فعل میں آپکی اطاعت سے خارج اور آزاد تو متصور نہ ہونگا۔ اس عرض اور طلب اور اجازت کے وقت کوئی اس شخص کی نسبت یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس شخص کو سونے یا موتی کے حصول کی نسبت یقین نہیں ہے یقین ہوتا تو وہ اسے بادشاہ کو کیوں دکھاتا اور اس سے اسکے صرف کرنے کی اجازت کیوں مانگتا؟

اس نظیر کو پڑھکر اُمید ہے کسی کو (بشرطیکہ وہ فہم اور انصاف سے کچھ بہرہ رکھتا ہو) اس میں شک نہ رہیگا کہ اولیاء اللہ کو یقین تو نفس الہام سے ہوجاتا ہے۔ شریعت پر اسکا عرض کرنا اور اسکی عدم مخالفت ثابت کرنا اس یقین کو صرف شرعی بناتا ہے۔ اس کی حقیقت و اصلیت کو نہیں بدلتا اور نہ بڑھاتا ہے۔

جو لوگ الہام کو کتاب اللہ پر عرض کرنیکے حکم سے اُس کا ظنی ہونا نکال لیتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے کہ الہام غیر نبی میں وسوسہ شیطانی کا احتمال ہے۔ تب ہی ملہم اس کو کتاب اللہ پر عرض کر کے یہ دیکھتا ہے کہ وہ مخالف کتاب اللہ اور وسوسہ شیطانی تو نہیں؟ اس میں یہ احتمال نہ ہوتا تو اسکو کتاب اللہ پر عرض کر کے اسکا مخالف کتاب اللہ نہ ہونا کیوں دیکھتا؟

اور اس خیال سے شاید وہ ہمارے پیش کردہ نظیر کا نظیر الہام ہونا تسلیم نہ کریں اور الہام غیر نبی کو اس سونے کی نظیر قرار دیں جو کسی راستے سے کوئی پائے اور اُس کے سونے یا پیتل ہونے میں متردد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو کر صرّاف سے پوچھے کہ یہ پیتل تو نہیں ہے؟ مگر یہ انکی غلطی ہے۔ ہمارے اصول پر اس الہام میں (جسکو ہم نے قطعی کہا ہے) گو شروع میں قبل استحکام و استقرار الہام وسوسہ کا احتمال ہے اور اسوقت اسکو ظنی کہا جاسکتا ہے مگر جب اسکا قیام و استقرار ہوجاتا ہے۔ تب ملہم کے دل میں اس کا یقین کوٹ کوٹ کر بھرا جاتا ہے۔ اور اس میں وسوسہ شیطانی کا احتمال نہیں رہتا۔ اور نہ اسوقت اسکو ظنی کہا جاسکتا ہے اُسوقت اس کا عرض کتاب اللہ پر محض ادب و تعظیم و اظہار متابعت شریعت کیلئے ہوتا ہے نہ اس خیال و احتمال سے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف تو نہیں ہے؟ اس حالت میں وہ کتاب اللہ کے مخالف ہو ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا وہ اس سونے کی نظیر نہیں بن سکتا جس کو کسی نے راستہ سے پایا ہو اور اس کے سونے اور پیتل ہونے میں اسکو تردد ہو۔ اور اس تردد کے سبب وہ صرافوں کو دکھاتا پھرتا ہو۔ اس حالت میں تو وہ اسی خالص سونے کی (جو کان سے لیا گیا ہو) یا اُس دُرِّ یتیم کی (جو دریا میں غوطہ لگانے سے ہاتھ آیا ہو) نظیر ہے جس کے سونے اور موتی ہونے میں پانیوالہ کو کوئی شک نہیں ہوتا۔ اور بادشاہ وقت سے وہ اس کے کام لانے کی اجازت صرف اس کی بادشاہی کے ادب کے خیال سے حاصل کرتا ہے ‌‌٭

مجلس محمدی میں پہنچنے کا نیا طریقہ

علماء کرام اور صوفیاء عظام جو اپنے آپ کو شریعت کا ستون اور اسلام کی روح رواں سمجھتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگانا اپنا حقیقی فرض جانتے ہیں اور جماعت احمدیہ کو گمراہ قرار دیتے ہیں۔ ذرا ان کے معتقدات ملاحظہ فرمائیے:۔

"جب طالب دیکھے اس کے ذکر و فکر سے راہ باطنی اس پر روشن نہیں ہوتی۔ چاہیئے کہ اوّل شب یا آخر شب کو یا نیم شب کو کسی درویش زندہ قلب یا غوث یا قطب یا قطب یا فقیر یا ہو کی قبر پر آکر پانتی سوار ہو جس طرح گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور قرآن سے جو چاہے پڑھے قبر اسے براق کی طرح مجلس محمدی میں پہنچا دے گی۔"

(الفقیہ ۲۰ جولائی ۱۹۲۲ء صفحہ ۳ کالم ۲)

خوب! وصول الی اللہ اور مقام محمدیت کے حصول کیا اچھا طریق بتایا۔ کہ قبر پر سوار ہو جائے اور چل میرے پوتے۔ مجال کیا ہے جو نہ پہنچے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وی پی واپس کرنے والے

یہ تو میں نے پہلے مہینے عرض کر دیا تھا۔ کہ سابق [illegible]یداران تشحیذ حال ریویو کے نام وصولی قیمت سال حال کے لئے وی پی کیئے گئے تھے جن میں سے [illegible] دو تہائی واپس آ گئے۔

اب یہ بتاتا ہوں کہ پُرانے خریداران ریویو کے نام [illegible] پی کیے گئے تھے ان میں سے ۷۵ فی صدی انکاری واپس آئے یہ حال ہے ہمارے دوستوں کی امداد کا۔ اگر سب نادہندوں کے نام کاٹ دیئے جائیں تو رسالہ کی اشاعت چند سو رہ جائے +

چاندی کی متبرک انگوٹھیاں

خالص چاندی کی اِن دلفریب خوشنما۔ عجیب اور متبرک انگوٹھیوں کے چھوٹے سے ہشت پہلو سُرخ یا سبز یا نیلے نگینے پر تمام سورۃ قل ھو اللہ شریف سنہری یا سفید پختہ حروف میں اتنی خوشنما اور اتنی باریک لکھی ہوئی (کندہ) ہے کہ دیکھ کر حیرت ہو جاتی ہے۔ اس سے پہلے آپنے ایسا نفیس اور متبرک تحفہ کبھی دیکھا ہوگا منگائیں اور کمال کی داد دیں۔ اشتہار کے مطابق نہ ہونے پر بلا تامل واپس کر کے مع محصول اپنی قیمت منگالیں۔ قیمت فی عدد دو روپے۔ اپنا نام بھی ساتھ لکھوا سکتے ہیں +

اسی قسم کی کلمہ طیبہ یا آیت کریمہ یا نصر من اللہ فتح قریب یا اللہ اکبر یا الیس اللہ بکاف عبدہٗ یا حسبی اللہ و نعم الوکیل یا اسلام قولا من رب رحیم تحریر شدہ انگوٹھیوں میں سے ہر ایک کا ہدیہ عہ مع نام ۱۲ار ہے محصول بذمہ خریدار فرمائش میں اس رسالہ کا حوالہ ضرور دیں۔ پتہ: مینجر کارخانہ متبرک انگوٹھی۔ پانی پت ضلع کرنال۔ گوجران سٹریٹ۔

سنگ مرمر کا کام

سنگ مرمر کا فرش میز کے تختے۔ فوارے۔ مسجد کا ممبر۔ حوض۔ قبریں۔ ہر قسم کی یادگاری چھتری۔ کتبے ہر زبان میں کندہ کیے جاتے ہیں دروازہ کی چوکھٹ اور ہر قسم کی جالی اور عمارتی کام مسجد وغیرہ کا بہت سستا کیا جاتا ہے تخمینہ مفت۔ ماربل کمپنی۔ مکرانہ۔ مارواڑ

اشتہار دینے والوں کیلئے عمدہ موقعہ

ریویو آف ریلیجنز قادیان دار الامان سے شائع ہونیوالے تمام اخبار اور رسالوں سے زیادہ شائع ہوتا ہے اس رسالے کے فائل نہایت محفوظ رکھے جاتے ہیں:

	صفحہ	اُجرت	نصف صفحہ	اُجرت
۱۲ بار	۱	۴۰ روپے	۱/۲	۲۲ روپے
۶ بار	۱/	۲۲ ۱/	۱/	۱۲ روپے
۳ بار	۱/	۱۲ ۱/	۱/	۷ روپے
۱ بار	۱/	۴½ روپے	۱/	۲½ روپے

فی سطر ۴ر ضمیمہ دو صفحے بالمقطع ۔ [illegible]

یہ رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصلی بخار وطحال کی دوا

فصلی بخار اور طحال کے لئے یہ ایک ہی دوا ہے

آجکل سینکڑوں اشتہار فصلی بخار اور طحال کے دوا کا آپ دیکھتے ہوں گے ان میں عموماً کونین ہوتی ہیں اس لئے دوائیں بخار کو کچھ وقت تک روک تو دیتی ہیں لیکن جڑسے آرام نہیں کرتی ہیں ایسے بخار کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایک دم آرام کرنے کا خاص دعویٰ رکھتی ہے اور عوام کے فائدہ کو مدِ نظر رکھ کر قیمت بھی بہت ہی کم رکھی گئی ہے اس میں تین خاص صفتیں ہیں۔ (۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے چار یا پانچ ہی خوراک استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے (۳) یہ طحال کو گلاتی ہے قیمت فی شیشی کلاں ۱۲؍ خورد ۱۰؍ محصول کلاں ۸؍ خورد ۷؍

داد کا مرہم

ہر وقت کے کھجلانے سے آرام کرنا بہتر ہے

دیکھئے جناب مہاراجہ صاحب۔ ریاست تنکرپور ضلع بھاگلپور سے کیا تحریر فرماتے ہیں یہ دوسرا موقع ہے کہ آپکے داد کے مرہم نے جادو کا اثر دکھلایا جس سے میں نے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی میں آپکا نہایت درجہ ممنون و مشکور ہوں اسکے استعمال کرنے والے سبھی جناب مہاراجہ صاحب کی مدح ہیں کیونکہ دو ہی تین مراتب کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے ایکدم اچھا کر دیتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۶؍ محصولڈاک ۵؍

کونین کی گولیاں

یہ چار گرین کی خوبصورت چھوٹی چھوٹی کونین کی ٹکیاں کل میں بنتی ہیں اور سنہری پیٹنٹ ڈبیہ میں ہوتی ہیں کونین کا استعمال کرنا ہو تو یہ گولیاں پاس رکھئے اس میں نہ وزن کی ضرورت ہے نہ کھانے میں تلخ ہے قیمت ۱۲؍ محصولڈاک ۶؍

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ